جلد ۵۲/۱۷ | ۱۲ احسان ۱۳۴۲ ہش | ۹ محرم ۱۳۸۳ھ | ۲ جون ۱۹۶۳ء | نمبر ۱۲۹

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کے متعلق تازہ اطلاع

- محترم صاحبزادہ ڈاکٹر مرزا منور احمد صاحب -

ربوہ یکم جون بوقت ۸ بجے صبح

کل دوپہر تک حضور کی طبیعت بہتر رہی۔ بعد دوپہر بے چینی کی تکلیف ہوگئی جو شام تک رہی۔ رات نیند آگئی۔ اس وقت طبیعت ٹھیک ہے۔ — احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کرتے رہیں کہ مولیٰ کریم اپنے فضل سے حضور کو صحت کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین اللّٰھم آمین

عیسائیت کے استیصال اور اسلام کے عالمگیر غلبہ کے متعلق حضرت بانیٔ سلسلہ احمدیہ کی عظیم الشان پیشگوئی

میں بیان نہیں کرسکتا کہ اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے میرے دل میں کس قدر درد اور جوش پیدا ہوتا ہے

میری بڑی دعا اور آرزو یہی ہے کہ میں اس باطل کا استیصال دیکھ لوں جو خدا تعالےٰ کی مسند پر ایک عاجز انسان کو بٹھایا جاتا ہے

مجھے بشارت دی گئی ہے کہ یہ عظیم الشان بوجھ جو میرے دل پر ہے اللہ تعالےٰ اسکو ہلکا کریگا اور ایک حیّ و قیوم خدا کی پرستش ہونے لگے گی

فرمایا:- "عیسائی مذہب کے ساتھ ہمارا مقابلہ ہے۔ عیسائی مذہب اپنی جگہ آدم زاد کی خدائی منوانی چاہتا ہے۔ اور ہمارے نزدیک وہ اصل اور حقیقی خدا سے دُور پڑے ہوئے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ان عقائد کی (جو حقیقی خدا پرستی سے دُور پھینک کر مردہ پرستی کی طرف لے جاتے ہیں) کافی تردید ہو اور دنیا آگاہ ہوجاوے کہ وہ مذہب جو انسان کو خدا بناتا ہے خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتا۔ اور بظاہر عیسائی مذہب کی اشاعت اور ترقی کے جو اسباب ہیں وہ انسان پرست انسان کو کبھی یقین نہیں دلاتے کہ اس مذہب کا استیصال ہوجائیگا۔ لیکن ہم اپنے خدا پر یقین رکھتے ہیں کہ اُس نے ہم کو اس کی اصلاح کے لئے بھیجا ہے اور میرے ہاتھ پر مقدر ہے کہ مَیں دنیا کو اس عقیدہ سے رہائی دوں۔ پس ہمارا فیصلہ کرنے والا الٰہی امر ہوگا۔ یہ باتیں لوگوں کی نظر میں عجیب ہیں۔ مگر مَیں یقین رکھتا ہوں کہ میرا خدا قادر ہے۔"

"مَیں دیکھتا ہوں کہ جس کام کے لئے اس نے (مجھے) مقرر کیا ہے اس کے حسب حال جوش و سوزش بھی میرے سینہ میں پیدا کردی ہے۔ مَیں بیان نہیں کرسکتا کہ اس ظلم صریح کو دیکھ کر جو ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے۔ میرے دل میں کس قدر درد اور جوش پیدا ہوتا ہے۔ ہزاروں ہزار انسان ہیں جو اپنے اہل و عیال اور دوسری حاجتوں کے لئے دعائیں کرتے اور تڑپتے ہیں۔ مگر مَیں سچ کہتا ہوں کہ میرے لئے اگر کوئی غم ہے تو یہی ہے کہ نوعِ انسان (باقی دیکھیں صفحہ ۱۲ پر)

مسعود احمد پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس ربوہ میں چھپوا کر دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ سے شائع کیا

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۲ ؍جون ۶۳ء

بائبل میں اولوالعزم انبیاء علیہم السلام پر اتہامات

پولوسی عیسائیت نے سیدنا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ یا اللہ تعالیٰ کا بیٹا بتایا تو اس کے لئے ان کو اگرچہ عملی دقتیں ضرور پیدا ہوئیں مگر اس کی مثالیں بت پرستانہ مذاہب میں پہلے ہی موجود تھیں اس لئے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو رومن دیوتا کے سانچے میں ڈھالنا کچھ بھی مشکل نہیں تھا۔ البتہ یہودی ذہنیت کو ایک خدا کے تصور سے رچی ہوئی تھی تبدیل کرنا بڑا مشکل تھا اور اعمال، اور پولوس کے مکتوبات سے پتہ چلتا ہے کہ اس کے لئے شاگردوں کو سخت دقتوں کا مقابلہ کرنا پڑا۔

موجودہ عیسائیت کی بنیاد انسان کے پیدائشی گناہ پر رکھی گئی ہے اور اسی پر یہ فلسفیانہ عمارت تیار کی گئی ہے کہ چونکہ گناہ انسان کی گھٹی میں پڑا ہوا ہے اس کی سزا سے بچنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے اپنے بیٹے کی قربانی دی کیونکہ گناہ بغیر بادا‌ش کے نہیں رہ سکتا اور یہ عدل کے خلاف ہے کہ بغیر بادا‌ش کے گناہ کو دھو دیا جائے۔ اس طرح بیجا اور لاطائل سے کفارہ کا مسئلہ ایجاد ہوا۔

پیدائشی گناہ کی بنیاد حوا اور آدم کے اس گناہ پر رکھی گئی کہ انہوں نے نیکی اور بدی کی پہچان کے درخت کا پھل سانپ کے بہکانے سے کھا لیا تھا اسکو گناہ تسلیم کرکے عیسائیوں نے تمام بنی نوع انسان کے ذمہ پیدائشی گناہ کا داغ تھوپ دیا حالانکہ خود بائبل میں جس طرح اس واقعہ کو بیان کیا گیا ہے اسکو پیدائشی گناہ کہنا ہی غلط ہے کیونکہ اگر یہ گناہ تھا بھی تو یہ حوا اور آدم کی پیدائش میں موجود نہیں تھا بلکہ بعد میں پیدا شدہ ایک عارضی چیز تھا جو توبہ کیساتھ ختم ہو جانی چاہئے تھی کیونکہ توبہ کے معنی ہی یہ ہیں کہ انسان گناہ سے ایسا ہی پاک ہو جائے جیسا کہ وہ گناہ سے پہلے تھا۔

عیسائیوں نے پیدائشی گناہ کے تصور کو یہاں تک کھینچا کہ عام لوگ تو عام انبیا علیہم السلام بھی اس کی زد سے نہ بچ سکتے تھے اس لئے عیسائیوں نے بائبل میں ایسی تبدیلیاں کر دیں کہ کوئی نبی بھی (نعوذ باللہ) پیدائشی گناہ کے گھناؤنے اثر سے بری نہ ہو۔ چنانچہ جب بائبل کا مطالعہ کرتے ہیں تو یہ دیکھ کر سخت رنج ہوتا ہے کہ حضرت نوح علیہ السلام۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور دیگر اولوالعزم انبیاء علیہم السلام بھی اس سے محفوظ نہیں ہم نے اپنے ایک سابقہ اداریہ میں حضرت لوط کے متعلق بائبل کی سب سے پہلی کتاب پیدائش کا حوالہ دیا تھا جس میں آپ پر (نعوذ باللہ) ایسا الزام لگایا گیا ہے کہ جس کو ایک معمولی انسان کے متعلق بھی بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ذیل میں ہم حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق جو الزام بائبل میں لگایا گیا بائبل کی کتاب پیدائش سے نقل کرتے ہیں:۔

"اور نوح کاشتکاری کرنے لگا اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا اور اس نے اس کی مے پی اور اسے نشہ آیا اور وہ اپنے ڈیرے میں برہنہ ہو گیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو برہنہ دیکھا اور اپنے دونوں بھائیوں کو باہر آکر خبر دی۔ تب سم اور یافت نے ایک کپڑا لیا اور اسے اپنے کندھوں پر دھرا اور پیچھے کو الٹے چل کر گئے اور اپنے باپ کی برہنگی ڈھانکی۔ سو ان کے منہ الٹی طرف تھے اور انہوں نے اپنے باپ کی برہنگی نہ دیکھی۔ جب نوح اپنی مے کے نشے سے ہوش میں آیا تو جو اس کے چھوٹے بیٹے نے اس کے ساتھ کیا تھا اسے معلوم ہوا اور اس نے کہا کہ
کنعان ملعون ہو۔
وہ اپنے بھائیوں کے غلاموں کا غلام ہوگا۔
پھر کہا خداوند سم کا خدا مبارک ہو
اور کنعان سم کا غلام ہو۔
خدا یافت کو پھیلائے
کہ وہ سم کے ڈیروں میں بسے
اور کنعان اس کا غلام ہو۔"
(پیدائش $\frac{10}{20-27}$)

اس میں کئی الزامات آپ پر لگائے گئے ہیں اول یہ کہ آپ نے نعوذ باللہ شراب پی اور اتنی پی کہ آپ کو یہ بھی ہوش نہ رہا کہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ چنانچہ آپ اپنے گھر میں بالکل ننگے ہو گئے جس کو آپ کے لڑکے حام نے دیکھا۔ جس نے اپنے دوسرے بھائیوں کو اس کی خبر دی جنہوں نے آپ کی برہنگی کو آکر ڈھانپا۔ اب جب آپ ہوش میں آئے تو بجائے اس کے کہ حام کا شکریہ ادا کرتے حام کے لڑکے کنعان کو بددعا دی کہ وہ ملعون ہو حالانکہ اس بچارے کا اس میں کوئی قصور نہیں تھا۔ اور اپنے بیٹے سم اور یافت کو برکت دی بے شک انہوں نے اچھا کام کیا تھا اور حام نے ایسا نہیں کیا تھا مگر سوال تو یہ ہے کہ کنعان کا اس میں کیا قصور تھا جس کو ناحق بددعا دی گئی ہے۔

معلوم ہوتا ہے کہ عیسائیوں کا خدا نعوذ باللہ ایسا ہی نا انصاف ہے وہ ان لوگوں کو تو سزا دیتا ہے جن کا کوئی قصور نہیں مگر جن کا قصور ہو ان کو کفارہ کی بناء پر چھوڑ دیتا ہے۔

اسی طرح بائبل نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر بھی جو بائبل کے نزدیک بھی ابوالانبیا ہیں ایک ایسا لغو الزام لگایا ہے کہ جس کو کوئی غیرت مند انسان برداشت نہیں کر سکتا چنانچہ لکھا ہے:۔

"اور اس ملک میں کال پڑا اور ابرام مصر کو گیا کہ وہاں ٹکا رہے کیونکہ ملک میں سخت کال تھا اور ایسا ہوا کہ جب وہ مصر میں داخل ہونے کو تھا تو اس نے اپنی بیوی ساری سے کہا کہ دیکھ میں جانتا ہوں کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہوگا کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے کہ یہ اس کی بیوی ہے۔ سو وہ مجھے تو مار ڈالیں گے مگر تجھے زندہ رکھ لیں گے۔ سو تو یہ کہہ دینا کہ میں اس کی بہن ہوں تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو اور میری جان تیری بدولت بچی رہے اور یوں ہوا کہ جب ابرام مصر میں آیا تو مصریوں نے اس عورت کو دیکھا کہ وہ نہایت خوبصورت ہے اور فرعون کے امرا نے اسے دیکھ کر فرعون کے حضور میں اسکی تعریف کی اور وہ عورت فرعون کے گھر میں پہنچائی گئی۔ اور اس نے اسکی خاطر ابرام پر احسان کیا اور بھیڑ بکریاں اور گائے بیل اور گدھے اور غلام اور لونڈیاں اور گدھیاں اور اونٹ اسکے پاس ہو گئے۔ پر خداوند نے فرعون اور اس کے خاندان پر ابرام کی بیوی ساری کے سبب سے بڑی بڑی بلائیں نازل کیں تب فرعون نے ابرام کو بلا کر اس سے کہا کہ تو نے مجھ سے یہ کیا کیا؟ تو نے مجھے کیوں نہ بتایا کہ یہ تیری بیوی ہے؟ تو نے یہ کیوں کہا کہ وہ میری بہن ہے؟ اسی لئے میں نے اسے لیا کہ وہ میری بیوی بنے۔ سو دیکھ تیری بیوی حاضر ہے اس کو لے اور چلا جا۔ اور فرعون نے اس کے حق میں اپنے آدمیوں کو ہدایت کی اور انہوں نے اسے اور اسکی بیوی کو اس کے سب مال کے ساتھ روانہ کر دیا۔"
(پیدائش $\frac{12}{10-20}$)

کیا کوئی انسان باور کر سکتا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسا دلیر اور بہادر نبی محض اپنی جان بچانے اور مال و دولت سمیٹنے کے لئے ایسا جھوٹ بنا سکتا ہے جس کو فرعون مصر جیسے بت پرست نے بھی برا خیال کیا۔ اور آپ پر غلط بیانی کا الزام لگایا ہے۔

ان دو مثالوں سے ہی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ عیسائیوں نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بنانے کے لئے کس قدر ظلم سے کام لیا ہے کہ حضرت نوح اور حضرت ابراہیمؑ جیسے اولوالعزم انبیا بھی نہ بچ سکے ؎

ناوک نے تیرے صید نہ چھوڑا زمانے میں
تڑپے ہے مرغ قبلہ نما آشیانے میں

کیا ایک مسلمان انبیاء علیہم السلام کی یہ توہین برداشت کر سکتا ہے۔ ہم نہیں کہتے کہ الہٰی کتاب ضبط کر لی جائے کیونکہ ہم دینی کتابوں کی ضبطی کے اصولی طور پر مخالف ہیں لیکن کیا یہ ایک اسلامی ملک کے اہل علم حضرات کا فرض نہیں ہے کہ وہ بائبل کی اس چیرہ دستی کا راز واشگاف کریں۔ اور ان مسلمانوں کو جو گرجے کے تیندوے کی تاروں میں گرفتار ہو رہے ہیں دکھائیں کہ عیسائیت کتنا غلط دین ہے جس میں مجد و شرف انسانی کا بالکل فقدان کر دیا گیا ہے اور جس نے شریعت کو منسوخ کرکے ہر قسم کی بے حیائی کے لئے دنیا میں راہیں کھول دی ہیں اور آج جو چیز مغربی تہذیب کے نام سے ساری دنیا کی طرح پاکستان میں بھی پھیل رہی ہے دراصل اسکی جڑ عیسائیت ہی نے قائم کی ہے پیدائشی گناہ اور نجات کا جو گورکھ دھندا اس نے تیار کیا ہے دراصل اس مادر پدر آزادی کا منبع ہے جو آج ہم مغربی اقوام میں دیکھ رہے ہیں اور جو مسلم اقوام میں بھی نہایت تیزی سے پھیل رہی ہے۔ آج سے ساٹھ ستر سال پہلے ہی سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کو محسوس کیا تھا چنانچہ آپ فرماتے ہیں:۔

"عیسائیت نے خمر کو حرام نہیں کیا اس میں پردہ بھی ضروری نہیں۔ قمار بازی بھی ممنوع نہیں ہے۔ پھر کھانے میں حلال و حرام کی کوئی تمیز نہیں۔ پس اس آزادی کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب حقیقی جو ان کو ایک حد بندی کے درمیان رکھنا چاہتا ہے اس سے لوگوں نے تجاوز شروع کیا۔ انگریزی مجلسی مذاق میں شراب کا پینا لازمی امر ہے جس محفل میں شراب نہ ہو وہ گویا مجلس ہی قابل نفرت ہے۔

پس وہ لوگ جو انگریزی طرز و فیشن کے دلدادہ ہیں وہ کب دین کی حدود کے اندر آنے لگے۔ اور مذہب کی طرف بلانیوالوں کی طرف ان کو رغبت ہو تو کس طرح۔

میں سچ کہتا ہوں کہ لوگوں نے اس امر پر غور نہیں کی کہ عیسائیت کیونکر اندر ہی اندر اثر کر رہی ہے۔ میں نے اس پر بہت غور کی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ہر ایک امر اس وقت عیسائیت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔ خصوصاً ایسی حالت میں کہ ان پادریوں نے اپنی طرف سے کوئی دقیقہ بھی

(باقی صفحہ ۱۳ پر)

کلماتِ طیبات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

یہ قرآن مجید کا احسان ہے کہ اس نے حضرت مسیح علیہ السلام کی اصل عزت کو قائم کیا

عیسائیوں اور یہودیوں دونوں کے عقائد حضرت مسیح کے مقام کو گرانے کا موجب ہیں

ماموریں اللہ میں ایک شجاعت ہوتی ہے وہ کبھی اشاعتِ حق سے رک نہیں سکتا

۲۲ دسمبر ۱۹۰۲ء کو ایک صاحب جن کا نام منشی عبدالحق قصوری تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ صاحب تین سال قبل عیسائی ہو گئے تھے۔ حضور علیہ السلام کی بعض تحریروں سے متاثر ہو کر وہ دوبارہ اسلام کی حقانیت اور صداقت پر غور کرنے کے لئے قادیان آئے۔ حضور علیہ السلام نے ان سے مخاطب ہو کر جو گفتگو فرمائی اس کا ایک حصہ درج ذیل کیا جاتا ہے:۔

حضور علیہ السلام نے فرمایا:۔

"ایک ضروری بات ہے جو میں کہنی چاہتا ہوں اور وہ کفارہ کے متعلق ہے۔ کفارہ کی اصل غرض تو یہی بتائی جاتی ہے کہ نجات حاصل ہو اور دوسرے الفاظ میں گناہ کی زندگی اور اس کی موت سے بچ جانے کا نام ہے۔ مگر میں آپ ہی سے پوچھتا ہوں کہ خدا کے لئے انصاف کرکے بتاؤ کہ گناہ کو کسی کی خودکشی سے فلسفیانہ طور پر کیا تعلق ہے۔ اگر مسیح نے نجات کا یہی مفہوم سمجھا اور گناہوں سے بچانے کا یہی طریقہ انہیں سوجھا۔ تو پھر نعوذ باللہ ہم ایسے آدمی کو رسول بھی نہیں مان سکتے۔ کیونکہ اس سے گناہ رک نہیں سکتے۔ آپکو یورپ کے حالات اور لنڈن اور پیرس کے واقعات اچھی طرح معلوم ہونگے بتاؤ کونسا پہلو گناہ کا ہے جو نہیں ہوتا۔ سب سے بڑھ کر زنا توریت میں لکھا ہے۔ مگر دیکھو کہ یہ سیلاب کس زور سے ان قوموں میں آیا ہے۔ جن کا یقین ہے کہ مسیح ہمارے لئے مرا۔

اس کے علاوہ ایک اور بات بھی ہے جو میں نے پیش کی تھی اور اب تک کسی عیسائی نے اس کا جواب نہیں دیا اور وہ یہ ہے کہ مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا۔ اب لعنت کے معنوں کے لئے عبرانی یا عربی کے لغات نکال کر دیکھو کہ ملعون کسے کہتے ہیں۔ لغت کی کتابوں میں صاف لکھا ہے کہ لعین شیطان کا نام ہے اور ملعون وہ شخص ہوتا ہے جس کا خدا سے کوئی تعلق نہ ہو۔ اور وہ خدا سے دور ہو۔ اب عیسائیوں نے بالاتفاق اپنے عقیدہ میں داخل کر لیا ہے۔ کہ مسیح ہمارے بدلے لعنتی ہوا چنانچہ تین دن کے لئے اسے ہاویہ میں بھی رکھتے ہیں۔ اب یہ لعنتی قربانی جوان کے عقیدہ کے موافق ہوئی نجات سے کیا تعلق اس کا ہوا۔

غرض جس قدر اس پر غور کرتے جائیں گے۔ اسی قدر اس کی حقیقت کھلتی جائیگی۔ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ اصل میں مسیح کے متعلق عیسائیوں اور یہودیوں نے افراط و تفریط سے کام لیا ہے۔ عیسائیوں نے تو یہاں تک افراط کی کہ ایک عاجز انسان کو جو ایک ضعیفہ عورت کے پیٹ سے عام آدمیوں کی طرح پیدا ہوا خدا بنالیا۔ اور پھر گرا بھی تو یہاں تک کہ اسے ملعون بنایا اور ہاویہ میں گرایا۔ یہودیوں نے تفریط کی یہاں تک کہ معاذ اللہ اسے ولد الزنا قرار دیا۔ اور بعض انگریزوں نے بھی اسے تسلیم کر لیا۔ اور سارا الزام حضرت مریم پر لگایا۔ مگر قرآن شریف نے آکر ان دونوں قوموں کی غلطیوں کی اصلاح کی۔ عیسائیوں کو بتایا کہ وہ خدا کا رسول تھا خدا نہ تھا اور وہ ملعون نہ تھا وہ مرفوع تھا اور یہودیوں کو بتایا کہ وہ ولد الزنا نہ تھا بلکہ مریم صدیقہ عورت تھی احصنت فرجھا کی وجہ سے اس میں نفخ روح ہوا تھا۔ یہی افراط و تفریط اس زمانہ میں بھی ہوئی ہے۔ اور خدا نے مجھے بھیجا ہے کہ میں ان کی اصل عزت کو قائم کروں۔ مسلمان ناواقفی سے انہیں انسانی صفات سے بڑھ کر قرار دینے میں غلطی کرتے ہیں۔ اور انکی موت کے راز کی حقیقت سے ناواقف ہیں۔ عیسائی مصلوب قرار دیکر ملعون بناتے ہیں۔ پس اب وقت آیا ہے کہ مسیح کے سر پر سے وہ الزام دور کئے جاویں جو ایک بار محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دور کئے تھے۔ پس اسلام کا کس قدر احسان مسیح پر ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ ان باتوں پر بدوا غور کر لیں گے۔ میں آپکو بار بار یہی کہتا ہوں کہ جب تک آپکی سمجھ میں کوئی بات نہ آوے آپ بار بار پوچھیں۔ ورنہ یہ اچھا طریق نہیں ہے کہ ایک بات کو آپ سمجھیں نہیں اور کہدیں کہ ہاں سمجھ لیا ہے۔ اسکا نتیجہ بُرا ہوتا ہے۔ سراج الدین جو یہاں آیا تھا اس نے ایسا ہی کیا۔ اور کچھ فائدہ نہ اٹھایا۔ اس نے آپ کو کچھ کہا تھا۔

منشی عبدالحق صاحب۔ ہاں وہ مجھے منع کرتے تھے کہ وہاں مت جاؤ کچھ ضرورت نہیں۔ جب ہم نے ایک سچائی کو پالیا پھر کیا ضرورت ہے کہ اور تلاش کرتے پھریں۔ اور یہ بھی انہوں نے کہا تھا کہ جب میں آیا تھا تو وہ مجھے تین میل تک چھوڑنے کے لئے آئے تھے اور پسینہ آیا ہوا تھا۔

حضرت مسیح موعود۔ اس پسینہ سے اسنے یہ مراد لی کہ گویا جواب نہیں آیا۔ افسوس آپ اس سے پوچھتے تو سہی کہ پھر وہ یہاں سے کر نماز کیوں پڑھتا تھا اور کیا اس نے نہیں کہا تھا کہ میری تسلی ہو گئی۔ میرے سامنے ہوتو میں اسکو حلف دیکر پوچھوں سامنے ہونے سے کچھ شرم تو آجاتی ہے

منشی عبدالحق۔ میں نے نمازوں کا حال پوچھا تھا انہوں نے کہا تھا کہ ہاں میں پڑھا کرتا تھا۔ اور آخر میں نے کہدیا تھا کہ کسی سرد مقام پر جا کر فیصلہ کرونگا اور یہ بھی مسٹر سراج الدین نے کہا تھا کہ مرزا صاحب شہرت پسند ہیں۔ میں نے چار سوال پوچھے تھے ان کا جواب چھاپ دیا تھا۔

حضرت اقدس۔ اس میں تو شہرت پسندی کی کوئی بات نہیں۔ ہم کیوں حق کو چھپاتے۔ اگر چھپاتے تو گنہگار ٹھہرتے اور معصیت ہوتی۔ خدا نے جب مجھے مامور کرکے بھیجا ہے تو پھر میں حق کا اظہار کرونگا اور جو کام میرے سپرد ہوا ہے مخلوق کو پہنچاؤں گا۔ اور اس بات کی مجھے کوئی پرواہ نہیں کہ کوئی شہرت پسند کہے یا کچھ اور۔ آپ ان کو ہر خط لکھیں کہ وہ یہاں کچھ دن اور رہ جاویں۔ مامور اگر ان امور کی جو اسپر کھولے جاتے ہیں اشاعت نہ کرے تو میں سچ کہتا ہوں کہ وہ مخلوق پر ظلم کرتا ہے اور خود اللہ تعالٰے کے سپرد کردہ فرض کو انجام نہیں دیتا۔ مامور کا ایک یہ بھی نشان ہے کہ وہ اشاعتِ حق سے نہیں رکتا اور ہمیں افسوس ہوتا ہے جب انجیل میں ایسے فقرات دیکھتے ہیں جنمیں مسیح اپنے آپکو چھپانے اور کسی پر ظاہر نہ کرنے کی تعلیم اپنے شاگردوں کو دیتا ہے۔ ماموریں اللہ میں ایک شجاعت ہوتی ہے۔ اس لئے وہ کبھی بھی اپنے پیغام پہنچانے اور اشاعتِ حق میں نہیں ڈرتا شہادت حقہ کا چھپانا سخت گناہ ہے پس میں کیونکر اس حقیقت کو چھپا سکتا ہوں۔ جو خدا نے مجھ پر کھولی ہے۔"

(الحکم ۳۱ جنوری ۱۹۰۳ء)

اسلام اور عیسائیت کا آخری معرکہ اور اُس کا انجام

اسلام نے عیسائیت کے چاروں ستون مسمار کر دیئے

محترم جناب مولانا ابوالعطاء صاحب فاضل

دین کامل اسلام کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جب شرک و کفر کا دور دورہ تھا اور سب مذاہب جو اسلام سے قبل دنیا میں قائم ہوئے تھے فساد اور خلل کی آماجگاہ بن چکے تھے۔ ان کی شکلیں مسخ ہو چکی تھیں اور وہ حقیقت سے کوسوں دور جا پڑے تھے۔ اسلام ہر مذہب کے بانی اور پیشوا کی عزت کرتا ہے اور اسے خدا کی طرف سے فرستادہ قرار دیتا ہے لیکن اسکے ساتھ وہ اس حقیقت کا بھی اعلان کرتا ہے کہ ان انبیاء کے لائے ہوئے مذاہب اور ان کی پیش کردہ الہامی کتابیں اپنی اصلی حالت پہ قائم نہ رہی تھیں جس کا بڑا ثبوت یہ تھا کہ وہ ادیان اپنے شیریں ثمرات پیش کرنے سے قاصر ہو گئے تھے۔ ظاہر ہے کہ جب تک درخت زندہ ہے اس کی شاخیں پھوٹتی ہیں، پتے نکلتے ہیں، پھول لگتے ہیں اور پھل پیدا ہوتے ہیں لیکن جب کوئی درخت پھل دینا بند کر دیتا ہے اس کے پھول مرجھا جاتے ہیں اس کے پتے خشک ہو جاتے ہیں تو وہ مردہ قرار پاتا ہے۔ یہی حال اسلام کے ظہور کے وقت ویدک دھرم بدھ ازم یہودیت اور عیسائیت وغیرہ مذاہب کا تھا۔ اسلام اس دعویٰ کیساتھ مذاہب کے مقابل پر ظاہر ہوا کہ وہ کامل سچائی کی راہ ہے اور نجات اور خدا کا قرب اس کے ذریعہ سے مل سکتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ صورت حال دوسرے مذاہب کے پیروؤں کے لئے خوشگوار نہ تھی۔ وہ جس ڈگر پر چل رہے تھے اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہ تھی اس لئے اسلام اور دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے درمیان ایک زبردست تصادم واقع ہوا۔

عیسائیت درحقیقت کوئی نیا اور مستقل دین نہیں اور حضرت مسیح کا مشن نئے دین کا اجراء نہ تھا بلکہ بگڑے ہوئے یہودیوں کو موسیٰ کی تورات کی طرف صحیح راہنمائی کرنے کے لئے حضرت مسیح علیہ السلام مبعوث ہوئے تھے۔ انہوں نے خود اپنے حواریوں سے کہا تھا:۔

"فقیہہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں۔ پس جو کچھ وہ تمہیں
بتائیں وہ سب کرو اور مانو۔
لیکن ان کے سے کام نہ کرو۔
کیونکہ وہ کہتے ہیں اور کرتے نہیں"
(انجیل متی ۲۳/۲)

اس سے صاف ظاہر ہے کہ عیسائیت کوئی مستقل دین نہ تھا اور حضرت مسیح کا ہرگز یہ منشاء نہ تھا کہ عیسائی تورات کو چھوڑ کر بالکل نئی لائینوں پر ایک نئے دین کی عمارت کھڑی کر دیں لیکن ان کے بعض نام لیوا لوگوں بالخصوص پولوس نے عیسائیت کو ایسی شکل دی جو تورات سے سراسر مخالف تھی جس میں تورات کی پیش کردہ توحید کی بجائے یونانیوں اور دیگر بگڑی ہوئی قوموں کے تین خداؤں کے نظریہ کو اپنایا گیا تھا۔ عبادات، اور معاملات کے متعلق بھی عیسائیت نے یہودیت سے بالکل علیحدہ طریق اختیار کیا۔ اباحت اور شریعت کی پابندیوں سے آزادی کے خیال نے عیسائیوں کے اخلاق پر بھی بُرا اثر پیدا کیا۔ ظاہر ہے کہ جب کوئی شخص شریعت کو لعنت قرار دے گا تو وہ شریعت کی پیشکردہ پابندیوں اور قیود کو بھی ٹھکرائے گا۔ اور شتر بے مہار کی سی زندگی اختیار کرے گا عیسائی اقوام کا یہی حال ہوا۔ غرض جب اسلام کا ظہور ہوا تو عیسائیت کیا بلحاظ عقاید اور کیا بلحاظ اعمال نہایت بگڑی ہوئی شکل اختیار کر چکی تھی۔ اسلام کا ظہور عام ادیانِ باطلہ کے لئے عموماً اور پولوسی مسیحیت کے لئے خصوصاً ایک کھلا ہوا چیلنج ہے۔ اسلام نے نہایت واضح دلائل کے ساتھ عیسائیت کے جھوٹے عقائد کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیا اور عیسائیوں کی اخلاقی حالت اور ان کی عملی برائیوں کو صراحت سے ذکر کر کے بتلایا کہ اب عیسائیت ایک خشک درخت ہے اسے تازہ پھل نہیں لگ سکتے۔ عیسائیت سے نہ اخلاق کی اصلاح ہو سکتی اور نہ ہی ان عقاید کی پیروی سے روحانی زندگی نصیب ہو سکتی ہے۔

حضرت مسیح کے بعد پولوس اور اس کے ساتھیوں نے عیسائیت کی جو عمارت تعمیر کی اس کے چار بڑے ستون ہیں۔ اوّل یہ کہ مسیح خدا کا بیٹا اور خدا تھا۔ دوم یہ کہ خدا تین ہیں اور اقانیم ثلاثہ میں سے ہر ایک خدا ہے تثلیث عیسائیت کا دوسرا بڑا ستون ہے۔ سوم یہ کہ مسیح صلیب پر مر کر عیسائیوں کے گناہوں کو اپنے ذمہ لے کر لعنتی قرار پایا گویا مسیح کی صلیبی موت عیسائیت کا تیسرا ستون ہے۔ چہارم یہ کہ عیسائی ہونیوالوں کے سب گناہ معاف ہو گئے اور ان کی بجائے مسیح ان کے گناہوں کا کفارہ ہو گئے۔ گویا یہ چار بڑے ستون تھے جن پر پولوسی عیسائیت کو کھڑا کیا گیا تھا۔ اسلام نے ان میں سے ہر عقیدہ کی دلائل اور براہین کے ساتھ ایسی کھلی اور واضح تردید کی کہ عیسائیوں کو کوئی جواب نہ سوجھا۔ قرآن مجید نے بتایا کہ مسیح ایک عاجز انسان تھا بلاشبہ وہ نبی اور رسول ضرور تھا لیکن وہ خدا یا خدا کا بیٹا نہ تھا۔ مسیح کی ولادت کے جملہ حالات اور ان کے کھانے پینے کے سب واقعات اور انکی یہود کی طرف سے مخالفت اور ایذادہی کا بیان اور پھر مسیح کی طبعی موت کا ذکر، قرآن مجید میں اسی لئے کیا گیا ہے تا یہ ثابت کیا جائے کہ مسیح انسانوں میں سے ایک انسان اور نبیوں میں سے ایک نبی تھے نہ کم نہ زیادہ۔

پھر قرآن مجید نے اصولی طور پر خدا کے لئے ابن اور ولد بنانے کے عقیدہ کی براہینِ قاطعہ سے ایسے رنگ میں تردید فرمائی کہ کسی مشرک کو آج تک طاقتِ جواب نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے خدا کے لئے بیٹا قرار دینا گویا خدا کے فانی ہونے اور اس کی موت کا اعلان کرنا ہے اور یہ عقیدہ اتنا خطرناک ہے کہ اس سے زمین و آسمان کا نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور اس عقیدہ کے قائلین ہولناک عذابِ الٰہی کے لئے دعوت دے رہے ہیں۔ مسیح اور ان کی والدہ حضرت مریم کی کمزور حالت کے پیشِ نظر عیسائیوں کا مسیح کو خدا قرار دینا نہایت بھیانک عقیدہ ہے جو بچہ رحمِ مادر سے پیدا ہوتا ہے اور نو ماہ تک اپنی ماں کے پیٹ میں خونِ حیض سے پلتا ہے اور نہایت شکلاف کیا تھا اور نہایت کمزور حالت میں اس کی ولادت دنیا میں ہوتی ہے کیا اسے حی و قیوم خدا ٹھہرانا اور کائنات عالم کا خالق و مالک قرار دینا اتنا گھناؤنا عقیدہ نہیں ہے کہ جس سے انسانی فطرت گھن کھاتی ہے؟ بہرحال قرآنِ مجید نے دلائل قاہرہ کے ساتھ ابنیتِ مسیح کا ابطال فرمایا اور آخر اعلان فرما دیا

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ
ھو المسیح ابن مریم۔

کہ وہ لوگ یقیناً کافر ہیں اور ہستی باریتعالیٰ کے منکر ہیں جو مسیح کو خدا ٹھہراتے ہیں۔ ابنیت کے عقیدہ کی تردید کیساتھ تثلیث کا ستون بھی تودہ ریت ثابت ہوتا ہے کیونکہ جب مسیح خدا نہیں تو تین خداؤں کا خیال خودبخود باطل ہے بچھ عیسائی حضرت مریم کو دوسرا اقنوم قرار دیتے ہیں اور کچھ عیسائی اس کی جگہ روح القدس کو خدا ٹھہراتے ہیں۔ قرآن مجید نے ان دونوں کی الوہیت کی نفی فرمائی ہے اور مریم کے خدا ہونے اور روح القدس کو خدا ٹھہرانے کے خلاف عقلی اور روائتی طور پر زبردست دلائل پیش کئے ہیں۔ جب ان دونوں کی الوہیت بھی باطل ٹھہری تو جو لوگ باپ بیٹا اور روح القدس کو خدا کہنے والے ہیں اور تین خداؤں کے عقیدہ کو ذریعۂ نجات سمجھتے ہیں ان کا باطل پر ہونا اظہر من الشمس ہے۔ قرآن مجید نے اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کا بیان فرما کر اور اس کی غیر معمولی قدرتوں کا ذکر کر کے اس بات کو ایک زبردست حقیقت کے طور پر ثابت کر دیا کہ اللہ تعالیٰ واحد لاشریک ہے نہ کوئی اس کا بیٹا ہے نہ اس کا کوئی باپ ہے اور نہ اسکی بیوی ہے اور نہ وہ کسی کا محتاج ہے ان تمام صراحتوں کے بعد اللہ تعالیٰ نے تثلیث پرستوں کے حق میں فرمایا۔

لقد کفر الذین قالوا
ان اللہ ثالث ثلاثۃ

کہ وہ لوگ دراصل ہستی باریتعالیٰ کے منکر اور خدائی قدرتوں کے انکاری ہیں جو تین خداؤں کا عقیدہ رکھتے ہیں۔

پولوسی عیسائیت کا تیسرا ستون مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر اوّلین عیسائیوں میں پوری جرأت ہوتی اور وہ یہودیوں کے شور و غوغا کا مقابلہ کر سکتے تو وہ کبھی یہ بات تسلیم نہ کرتے کہ مسیح صلیب پر مر گئے تھے کیونکہ مسیح کا صلیب پر مر جانا خود مسیح کی پیشگوئیوں کے خلاف تھا۔ انہوں نے ایک دفعہ نشان طلب کرنے والے یہود کو فرمایا تھا:۔

"اس زمانہ کے برے اور زناکار لوگ نشان طلب کرتے ہیں مگر یونس نبی کے نشان کے سوا اور کوئی نشان ان کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔"

(متی ۱۲ : ۳۹ - ۴۰)

اس بیان سے ظاہر تھا کہ مسیح کے ساتھ جو کچھ واقعہ ہوگا وہ حضرت یونسؑ کے نشان کے مشابہ ہوگا جس طرح حضرت یونسؑ مچھلی کے پیٹ میں زندہ داخل ہوئے زندہ رہے اور زندہ ہی نکلے اسی طرح مسیح علیہ السلام صلیب سے اتر کر قبر میں زندہ داخل کئے جائیں گے وہاں زندہ رہیں گے اور وہاں سے زندہ ہی نکلیں گے۔ اس پیشگوئی کے علاوہ اور بھی کئی پیشگوئیاں ہیں جن سے حواریوں کو سمجھنا چاہیئے تھا اور وہ یقیناً سمجھتے ہوں گے کہ مسیح کا صلیب پر مرجانا ناممکن ہے حالات کے لحاظ سے بھی یہ بات قرین قیاس نہ تھی نیز مسیح کی صلیبی موت کے یہودی اس لئے دعوے دار بن گئے تا کتاب استثناء کے مطابق انھیں (نعوذ باللہ) جھوٹا اور لعنتی ثابت کر سکیں یہودیوں کے شور وغوغا کے سامنے کمزور عیسائی مصلحت وقت یا حالات کی مجبوری کے مطابق اس بات کو تسلیم کرنے لگ گئے کہ مسیح فی الواقعہ صلیب پر مرگئے تھے یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے جس پر کسی دوسرے موقعہ پر مفصل گفتگو کی جائے گی۔ بہرحال یہودیوں کے شور وشر اور عیسائیوں کی کمزوری سے ناجائز فائدہ اٹھا کر پولوس نے یہ اعلان کردیا کہ مسیح ہماری خاطر صلیب پر چڑھے اور انھوں نے صلیب کی لعنت کو اپنے اوپر لے لیا چنانچہ پولوس نے لکھا ہے

"مسیح جو ہمارے لئے لعنتی بنا اس نے ہمیں مول لے کر شریعت کی لعنت سے چھڑایا کیونکہ لکھا ہے کہ جو کوئی لکڑی پر لٹکایا گیا وہ لعنتی ہے۔"

(گلتیوں ۳/۱۳)

اس سے ظاہر ہے کہ عیسائیت میں مسیح کی صلیبی موت کا عقیدہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتا ہے قرآن مجید نے چھ سو سال بعد نہایت تحدی کے ساتھ اعلان فرمایا کہ یہودی اور عیسائی دونوں اس دعوی میں جھوٹے ہیں کہ مسیح صلیب پر مر کر لعنتی بن گئے تھے مسیح کا صلیب پر مرنا ہرگز ثابت نہیں ان لوگوں کے پاس اس دعوے کو ثابت کرنے کے لئے کوئی تاریخی شہادت۔ کوئی عقلی برہان اور کوئی علمی دلیل نہیں ہے یہ محض ظن اور گمان کی بنا پر ہمارے فرستادہ، ہمارے پیارے نبی حضرت مسیح علیہ السلام پر جھوٹا الزام لگاتے ہیں کہ وہ مصلوب ہو گئے تھے اور ملعون قرار پائے تھے مسیح تو مرفوع الی اللہ ہے اس کے دشمن ہی جھوٹے اور ملعون ہیں۔ قرآن مجید کے اس چیلنج پر یہودی اور مسیحی دنیا دنگ رہ گئی انھوں نے اپنی ساری دستاویزات کھنگال ڈالیں اور سارے تاریخی سرمایہ کو چھان مارا مگر کوئی دلیل اور کوئی قطعی ثبوت وہ پیش نہ کر سکے کہ فی الواقعہ مسیح صلیب پر مر گئے تھے قرآن مجید نے اس اعلان کے ساتھ عیسائیت کے تیسرے ستون کو بھی ریزہ ریزہ کردیا

مزید برآں قرآن مجید اور احادیث نبویہ میں آخری زمانہ میں آنے والے ایسے موعود کی بشارت دی گئی جس کا مشن کسر صلیب مقرر ہوا ہے کیونکہ نوشتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ آخری زمانہ میں مسلمانوں کی غفلت کے نتیجہ میں اور ان کی تبلیغ اسلام سے بے اعتنائی کے باعث صلیبی مذہب دنیا پر چھا جانے والا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے مقدر فرمایا کہ آخری دنوں میں اسلام کے کامل غلبہ کے ثابت کرنے کے لئے اپنی طرف سے حضرت کاسر صلیب علیہ السلام کو مبعوث فرمائے کیونکہ اسلام اور قرآن مجید مسیح کی صلیبی موت کے عقیدہ کو انسانیت کے لئے خود مسیح کے لئے اور انبیاء کی صداقت کے لئے ایک بدنما داغ تصور کرتا ہے بہرحال اسلام نے روز اول سے آخری دنوں تک صلیبی عقیدہ کو پاش پاش کرنا اپنا نصب العین قرار دیا ہے مسیح کی صلیبی موت کے ابطال سے عیسائیت کا تیسرا ستون بھی پیوند خاک ہو جاتا ہے

عیسائیت کے چوتھے ستون یعنی کفارہ کے نظریہ پر بھی اسلام نے نہایت زبردست تنقید کی ہے قرآن مجید نے اس بات کو اللہ تعالیٰ کی سنت اس کے عدل اور اس کے رحم کے خلاف قرار دیا ہے کہ گناہ کوئی کرے اور سزا کسی اور کو دی جائے۔ گناہ ایک لعنت ہے۔ گناہ خدا سے دوری کا نام ہے اس کا ازالہ خود گنہگار ہی کر سکتا ہے اس کی توبہ۔ اس کے اشک ہائے ندامت، اور اس کے دل کی سوزش وہ علاج ہے جو گناہ کے زہر کے لئے تریاق ثابت ہوتا ہے۔ لیکن یہ صورت کہ نسل آدم کو گنہگار ٹھہرایا جائے اور زید و بکر کے گناہ کی سزا خدا کے ایک معصوم نبی کو دی جائے غیر معقول اور عدل وانصاف کے خلاف ہے قرآن مجید نے

لا تزر وازرۃ وزر اخری

کا زریں اصول بیان کرکے عیسائیت کے غیر معقول کفارہ کی بنیاد اکھاڑ دی ہے اور بھی بہت سے دلائل ہیں خلاصہ کلام یہ کہ۔ اسلام نے موجودہ عیسائیت کے چاروں ستونوں کو مسمار کردیا ہے اور سچ یہ ہے کہ اسلام کی صحیح تعلیم کے سامنے عیسائیت کا طلسم پاش پاش ہو کر رہ گیا ہے اور اگر دشمنان اسلام کو یہ موقع نہ ملتا کہ وہ مسلمانوں کی غفلت سے ناجائز فائدہ اٹھا کر قرون وسطیٰ میں منافقانہ طور پر اسلامی لبادہ اوڑھ کر عیسائیت کے بعض غلط نظریات کو مسلمانوں میں رائج نہ کر دیتے تو آج مذہبی دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا

یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جن انبیاء و صلحاء کو ان کی زندگی میں غیر معمولی کامیابی حاصل نہیں ہوئی یا انھوں نے سراسر مظلومانہ زندگی بسر کی ہے ان کے متعلق ان کے پیرووں میں یہ خیال پیدا کر دیا جاتا ہے کہ وہ ابھی زندہ ہیں۔ آسمان پر بیٹھے ہیں یا زمین کی کسی غار میں پوشیدہ ہیں وقت آنے پر دوبارہ آئیں گے اور اپنے دشمنوں سے انتقام لیں گے۔ پولوس اور دوسرے ہوشیار لوگوں کی ہوشیاری سے مسیحؑ کی ہجرت کے واقعہ کو یوں مسخ کر دیا گیا کہ وہ آسمان پر چڑھ گئے ہیں۔ باپ کے دائیں جانب زندہ بیٹھے ہیں اور پھر انہی کی دوبارہ آمد ہوگی۔ یہ نظریہ کمزور عیسائیوں کی تسلی کے لئے ایجاد کیا گیا تھا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے وقت جن امور کے باعث عیسائی لوگ اسلام سے دور رہے ان میں سے ایک روک یہ عقیدہ تھا کہ مسیح آسمانوں پر زندہ بیٹھے ہیں اور وہ خود دنیا میں دوبارہ آئیں گے قرآن مجید نے حضرت مسیح کے صلیبی موت سے بچ کر لمبی عمر پا کر طبعی موت سے فوت ہو جانے کے واقعہ کو اس کی تردید کے لئے ذکر فرمایا ہے اور بار بار یہ بھی اعلان کردیا کہ جو لوگ ایک دفعہ فوت ہو جاتے ہیں وہ دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتے۔ اس بیان کا لازمی نتیجہ یہ تھا عیسائی لوگ عیسائیت کے غلط عقاید سے رجوع کرکے حضرت خاتم النبیین سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاکر نجات حاصل کریں اور آپ کی پیروی کے نتیجہ میں آئندہ خدا کے حضور میں قرب اور ترقی پائیں ہماری قوم کی بدقسمتی تھی کہ کچھ عیسائی لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔ ان میں سے بعض لوگوں نے جو اپنے اسلام میں دیانتدار نہ تھے مسیح کی عزت اور ان کے اس احترام سے جو اسلام نے ان کو دیا ہے یہ ناجائز فائدہ اٹھایا کہ حضرت مسیحؑ خود دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے وہ آسمانوں پر ابھی تک زندہ بیٹھے ہیں۔ اور انہی کے ذریعہ سے دنیا میں امن اور اسلام کی عالمگیر اشاعت ہوگی یہ نظریہ عرصہ دراز تک حضرت سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم کی حقیقی شان کے اظہار میں روک بنا رہا ہے اب جب کہ اسلام اور عیسائیت کا معرکہ اپنے کمال عروج کو پہنچ چکا ہے اور آسمان پر فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسلام کو اکناف عالم میں پھیلا دیا جائے اور عیسائیت کی موجودہ نسلوں کو اسلام کی نعمت سے بہرہ ور کیا جائے تب وقت آگیا ہے کہ اس آخری سہارا کو بھی دور کر دیا جائے۔ خدائی تقدیریں ظاہر ہو رہی ہیں اور آسمانی نوشتے پورے ہو رہے ہیں دلائل اور براہین اور آسمانی نشانوں کی اس جنگ میں اسلام کو وہ کامل غلبہ نصیب ہوگا جس کا ذکر قرآنی آیت

هو الذي ارسل رسوله بالهدى و دين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون

میں چودہ سو برس پیشتر ہو چکا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ کے موعود فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی اعلان فرمایا ہے کہ:-

"میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے .... میں کبھی کا اس غم سے فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے غیر معبود ہلاک ہوں گے اور جھوٹے خدا اپنی خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے مریم کی معبودانہ زندگی پر موت آئیگی اور نیز اس کا بیٹا اب ضرور مرے گا خدا قادر فرماتا ہے کہ اگر میں چاہوں تو مریم اور اس کے بیٹے عیسےٰ اور تمام زمین کے باشندوں کو ہلاک کروں سو اب اس نے چاہا ہے کہ ان دونوں کی جھوٹی معبودانہ زندگی کو موت کا مزہ چکھاوے سو اب دونوں مریں گے کوئی ان کو بچا نہیں سکتا اور وہ تمام خراب استعدادیں بھی مریں گی جو جھوٹے خداؤں کو قبول کر لیتی تھیں نئی زمین ہوگی اور نیا آسمان ہوگا اب وہ دن نزدیک آتے ہیں کہ سچائی کا آفتاب مغرب کی طرف سے چڑھے گا اور یورپ کو سچے خدا کا پتہ لگے گا اور بعد اس کے توبہ کا دروازہ بند ہوگا۔

کیونکہ داخل ہونے والے بڑے زور سے داخل ہو جائیں گے اور وہی باقی رہ جائیں گے جن کے دل پر فطرت سے دروازے بند ہیں اور نور سے نہیں بلکہ تاریکی سے محبت رکھتے ہیں

قریب ہے کہ سب ملتیں ہلاک ہوں گی مگر اسلام اور سب حربے ٹوٹ جائیں گے مگر اسلام کا آسمانی حربہ کہ وہ نہ ٹوٹے گا نہ کند ہوگا جب تک دجالیت کو پاش پاش نہ کر دے۔ وہ وقت قریب ہے کہ خدا کی سچی توحید جس کو بیابانوں کے رہنے والے اور تمام تعلیموں سے غافل بھی اپنے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ملکوں میں پھیلے گی اس دن نہ کوئی مصنوعی کفارہ باقی رہے گا اور نہ کوئی مصنوعی خدا۔ اور خدا کا ایک ہی ہاتھ کفر کی سب تدبیروں کو باطل کر دے گا لیکن نہ کسی تلوار سے اور نہ کسی بندوق سے بلکہ مستعد روحوں کو روشنی عطا کرنے سے۔ اور پاک دلوں پر ایک نور اتارنے سے تب یہ باتیں جو میں کہتا ہوں سمجھ میں آئیں گی۔"

(تذکرہ صہ ۲۹۸-۲۹۹)

وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین

۳۱/۵/۶۳ (ابوالعطاء جالندھری)

مغربی افریقہ میں اساتذہ کی ضرورت

احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول سیرالیون مغربی افریقہ میں حسب ذیل مضامین پڑھانے کے لئے آسامیاں خالی ہیں۔ خواہشمند احباب وکالت تبشیر کی وساطت سے اپنی درخواستیں مع سندات Photostat کاپیاں بھجوا دیں۔

انگریزی۔ جغرافیہ۔ کمسٹری۔ فزکس۔ بیالوجی۔ ریاضی۔ عربی۔ اسلامیات۔ فزیکل ایجوکیشن

قابلیت:۔ ایم اے فرسٹ کلاس بی اے یا سیکنڈ کلاس بی اے بی ٹی بھی اپنی درخواستیں بھجوا سکتے ہیں۔ ایک ماہ تک درخواستیں پہنچ جانی چاہئیں۔

تنخواہ کا گریڈ 840 £ پاؤنڈ سالانہ ہوگا۔ ہر سال ۳۰ پونڈ ترقی ہوگا۔

تین سال کا معاہدہ ہوگا۔ حالات تسلی بخش ہونے پر معاہدہ پر توسیع ہو سکتی ہے۔ دونوں طرف کا کرایہ ادا کر دیا جائیگا۔ جو یہاں پہنچنے پر ادا ہوگا۔

۳۲ ماہ سروس کے بعد ۴ ماہ رخصت کا پوری تنخواہ کے ساتھ حق ہوگا۔

۶۰ پونڈ سالانہ [illegible] الاؤنس بھی ملے گا علاوہ ازیں دو بچوں کا خرچ ۱۵۰ سالانہ ملے گا۔ اس صورت میں مصدقہ پیدائشی سرٹیفکیٹ دکھانے ضروری ہوں گے۔

درخواست دہندگان صوم وصلوٰۃ کے پابند ہوں گے۔ جماعتی نظام اور روایات کو برقرار رکھیں گے Employing authorities کو یہ حق ہوگا۔ کہ وہ ملازم کو کسی وقت بھی فارغ کر سکتے ہیں۔

مزید تفصیلات وکالت تبشیر سے مہیا ہو سکیں گی (وکیل التبشیر)

امانت الفضل

مکرم شیخ محمد حنیف صاحب پٹیالوی۔ راولپنڈی شہر نے ایک مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کرا دیا ہے (جزاکم اللہ احسن الجزاء) احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ مکرم شیخ صاحب کو ہر قسم کی دینی دنیوی نعمتوں سے مالا مال کرے (مینجر الفضل)

۲۔ مکرم عبدالخالق صاحب سٹوڈنٹ جماعت دہم کوئٹہ اور ان کے تین بہن بھائیوں نے مختلف امتحان دیئے تھے جن میں سے وہ سب کے سب پاس ہو گئے ہیں اس خوشی میں عبدالخالق صاحب نے ایک مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کرا دیا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان سب بہن بھائیوں کی یہ کامیابی ان کی آئندہ ترقیوں کا پیش خیمہ بنائے (مینجر)

۳۔ مکرم حکیم محمد موسیٰ صاحب احمدی کمال ڈیرہ ضلع نواب شاہ کا لڑکا عدن میں بیمار رہا ہے احباب سے درخواست ہے کہ وہ مکرم بشیر احمد صاحب عدن کی صحت یابی کے لئے درد دل سے دعا فرمادیں مکرم محمد موسیٰ صاحب نے ایک مستحق کے نام سال بھر کے لئے خطبہ نمبر جاری کرا دیا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء۔ (مینجر الفضل)

۴۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں عبداللطیف صاحب پٹ در کے لڑکے شریف احمد صاحب ایم اے کا ان کی بچی امۃ المتین صاحبہ نے ایف اے کا اور اسی طرح ان کی ایک بچی امۃ الجمیل صاحبہ نے مڈل کا امتحان دیا ہے۔ احباب ان سب کی کامیابی کے لئے دعا فرمائیں۔ محترمہ اہلیہ صاحبہ میاں عبداللطیف صاحب نے کسی مستحق کے نام چھ ماہ کے لئے خطبہ نمبر جاری کرایا ہے جزاکم اللہ احسن الجزاء (مینجر الفضل)

وصولی چندہ وقف جدید بابت سال ۱۹۶۳ء

جن مخلصین نے اپنے چندے بھجوا دیئے ہیں ان کے اسماء درج کئے جاتے ہیں احباب دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ ان تمام بہن بھائیوں کو اجر عظیم عطا فرمائے اور دین و دنیا میں سرفراز کرے آمین

:- ناظم مال وقف جدید ا-

نام	رقم
مکرم ماسٹر محمد ابراہیم صاحب دہلی دروازہ لاہور	۸-۰۰
اہلیہ صاحبہ 〃 〃	۶-۰۰
میاں عطاء الرحمن صاحب ابن 〃 〃	۶-۰۰
مسٹر غلام محمد صاحب ٹیلر 〃	۶-۵۰
شیخ عبدالواحد صاحب ریوڑی فروش 〃	۱۲-۰۰
عبدالرشید صاحب بشیر فروش 〃	۲۱-۰۰
ماسٹر بشیر احمد صاحب خادم مسجد 〃	۷-۰۰
شیخ عبدالقادر صاحب مربی سلسلہ 〃	۹-۰۰
حافظ عبدالکریم صاحب فضل ریڈیو 〃	۶۰-۰۰
خواجہ محمد شریف صاحب 〃	۳۵-۰۰
مکرم عبدالرحمن صاحب مصری شاہ 〃	۱۱-۰۰
اہلیہ صاحبہ 〃 〃	۶-۰۰
شیخ محمد بشیر احمد صاحب 〃 〃	۹۰-۰۰
شیخ عبدالرحیم صاحب 〃 〃	۱۵-۰۰
ملک مختار احمد صاحب 〃 〃	۹-۰۰
محترمہ کلثوم بیگم صاحبہ 〃 〃	۶-۳۷
محمد ابراہیم صاحب 〃 〃	۷-۲۵
اہلیہ صاحبہ 〃 〃	۷-۲۵
ڈاکٹر بشیر احمد صاحب بھاٹی دروازہ 〃	۱۲-۰۰
منیر احمد صاحب ابن 〃 〃	۱۲-۰۰
سید شاہ زمان علی صاحب 〃	۶-۵۰
اہلیہ صاحبہ و بچگان حکیم مبارک احمد صاحب 〃	۱۰-۵۰
مولوی عبدالرحیم صاحب 〃	۱۱-۰۰
حنیف احمد صاحب 〃	۷-۲۵
مرزا صلاح الدین صاحب 〃	۱۳-۰۰
مرزا محمد احمد صاحب اہلیہ و بچگان 〃	۱۷-۰۰
محمد اقبال صاحب زرگر 〃	۱۴-۰۰
محمد بشیر صاحب 〃	۱۰-۰۰
محمد صدیق صاحب شاکر 〃	۸-۷۵
اہلیہ صاحبہ و بچگان 〃	۶-۷۵
نواب دین صاحب 〃	۶-۰۰
بیگم صاحبہ سید عبدالغفور صاحب 〃	۶-۵۰
میاں عبدالرحمن صاحب 〃	۷-۵۰
قاضی محمد منیر صاحب 〃	۸-۰۰
حکیم حفیظ الرحمن صاحب 〃	۷-۵۰
منجانب حضرت نبی کریم ﷺ 〃 / حضرت مسیح موعود ؑ 〃	۷-۵۰
منجانب والدین 〃	۷-۵۰
مرزا شکر علی صاحب 〃	۱۱-۰۰
مستری غلام نبی صاحب مع اہلیہ صاحبہ 〃	۱۷-۰۰
ماسٹر حسن دین صاحب	۷-۷۵
میاں عمر الدین صاحب ماشکی	۶-۰۰
منظور احمد صاحب	۶-۷۵
مکرم شریف احمد صاحب ٹھیکیدار مصری شاہ	۱۲۱-۰۰
سعید احمد صاحب سلطان پورہ 〃	۷-۰۰
ظفر احمد صاحب تالپور سلطان پورہ	۸-۵۰
شاہد نسیم احمد صاحب 〃	۶-۰۰
لعل خاں صاحب 〃	۹-۰۰
ملک عبدالحفیظ صاحب	۱۶-۷۵
چوہدری خدابخش صاحب	۶-۲۵
اہلیہ صاحبہ شیخ محمد حسن صاحب	۶-۵۰
خواجہ محمد اقبال	۶-۰۰
صلاح الدین صاحب بٹ	۷-۰۰
محمد جمیل خاں صاحب	۷-۵۰
اہلیہ صاحبہ 〃	۶-۵۰
امۃ الحکیم صاحبہ	۶-۳۱
امۃ الحمید صاحبہ	۶-۳۱
امۃ الرشید طاہرہ صاحبہ	۶-۸۸
خان طارق صاحب مع اہلیہ صاحبہ	۶-۵۰
محمد اقبال صاحب	۶-۰۰
ملک مظفر احمد صاحب سول لائنز	۶-۰۰
پیر محمد صاحب 〃	۶-۰۰
شیخ غوث احمد صاحب	۷-۱۲
امۃ الرحمن صاحبہ طاہرہ	۷-۰۰
شیخ لطف المنان صاحب	۱۲-۰۰
امۃ اللطیف صاحبہ اہلیہ محمد احمد صاحب	۶-۰۰
عبدالمنان صاحب	۱۰-۰۰
ڈاکٹر عبدالواحد صاحب	۱۰-۰۰
چوہدری محمد افضل صاحب	۶-۰۰
مختار عالم صاحبہ والدہ 〃	۷-۰۰
بشریٰ بیگم صاحبہ اہلیہ چوہدری غلام مجتبیٰ صاحب	۲۰-۰۰
اصغری بیگم صاحبہ	۶-۲۵
بیگم صاحبہ ڈاکٹر عبدالغفور صاحب	۶-۰۰
شیخ نوید احمد صاحب	۱۰-۰۰
بیگم یزدانی صاحبہ	۹-۰۰
مکرم محمد علی صاحب کینال پارک	۶-۰۰
مکرم خلیفہ عبدالمنان صاحب	۱۵-۰۰
محمد امجد خاں صاحب	۶-۰۰

برّصغیر ہندو پاکستان میں
مسیحیت کا نفوذ اور اس کا دفاع

مکرم مولانا سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی

۲

اکبری عبادت خانہ اور پرتگیزی پادری

اس بادشاہ نے تحقیق مذاہب کے لئے ایک انجمن قائم کی تھی۔ جس کو اس زمانے کی اصطلاح میں "عبادت خانہ" کہتے تھے۔ اس عبادت خانے میں تھوڑے تھوڑے وقفہ کے ساتھ گوا سے عیسائی پادریوں کے تین وفود آئے۔ اس مجلس میں ہر مذہب کے داعیوں کو اظہارِ خیال کی آزادی تھی۔ ہندو۔ مسلمان۔ جینی۔ پارسی سبھی اپنے اپنے مذاہب کی خوبیاں بیان کرتے تھے۔ اس عبادت خانے کی روداد سے کہیں یہ معلوم نہیں ہوتا کہ ان غیر مسلم وداوں اور پنڈتوں نے اسلام یا پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم پر ناپاک حملہ کیا ہو۔ لیکن جب گوا سے پرتگالی پادری آئے۔ اور انہیں اظہارِ خیال کا موقعہ دیا گیا۔ تو انہوں نے پہلا کام یہ کیا کہ اپنے مذہب کی خوبیاں بیان کرنے کی بجائے اسلام اور پیغمبر اسلام پر گندہ۔ ناپاک اور شرمناک اعتراضات کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اس مجلس کی روداد جب ملک کے مسلمانوں نے سنی تو ان میں ایک اضطراب کی لہر دوڑ گئی۔ لیکن اکبر بڑا عالی ظرف۔ وسیع قلب اور روادار بادشاہ تھا۔ اس نے ان پادریوں کی بدزبانی بے ہودہ گوئی اور افترا پردازی پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔

ان پادریوں نے شہنشاہ اکبر کی اس حوصلہ مندی اور رواداری کا کچھ اور مطلب سمجھا۔ وہ سمجھے کہ اکبر پر ان کا جادو چل گیا۔ حالانکہ اکبر کا یہ حال تھا کہ وہ پادریوں کے رویے سے بیزار ہو گیا تھا۔ چنانچہ اکبر بادشاہ کے سوانح نگار لکھتے ہیں کہ وہ جب اپنے بھائی مرزا حکیم کا تعاقب کرنے افغانستان جا رہا تھا تو اس سفر میں پرتگیزی پادری بھی ان کے ساتھ تھے۔ راستہ میں کوئی بات ہوئی تو اکبر نے انجیل پر چند اعتراضات کئے وہ اعتراضات اتنے وزنی تھے کہ پادری صاحبان بوکھلا گئے اور جواب میں صرف اتنا کہا کہ انجیل تو روحانی غذا ہے۔ اس پر ابوالفضل نے کہا کہ روحانی غذا تو قرآن شریف میں بھی ہے۔

پرتگیزی پادری دربار اکبری میں اسلام اور سید المطہرین حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر کتنے ناپاک حملے کرتے تھے۔ اس کا اندازہ ذیل کے واقعہ سے ہوگا۔

ایک مرتبہ پرتگالی پادری زلیر کو ایک مسلمان امیر نے جو ان کا دوست تھا سمجھایا کہ جب وہ شرع اسلامی کا ذکر کرے تو زیادہ احتیاط اور ادب کا طریق اختیار کرے۔ اس نے یہاں تک کہا کہ میں تمہارا دوست ہوں لیکن جب تم ہمارے نبی کی بے ادبی کرتے ہو۔ تو میرا بھی جی چاہتا ہے کہ تمہارے جسم میں خنجر بھونک دوں۔

اکبر کے عبادت خانے میں ان پادریوں کے علاوہ اور کسی مذہب و دھرم کے پرچارک نے ایسی شوخی زبان درازی اور دشنام طرازی کا مظاہرہ نہیں کیا۔ یہی وجہ تھی کہ اکبر ان پادریوں کی طرف سے بددل ہو گیا اور جب اس عبادت خانے میں گوا سے پادریوں کا دوسرا اور تیسرا وفد آیا تو اسے کوئی کامیابی نہیں ہوئی انہیں افسردہ خاطر ہو کر لوٹنا پڑا۔

تیسرے وفد نے اکبر سے ہندوستان میں تبلیغ مسیحیت کی آزادی کا پروانہ بھی حاصل کرنا چاہا۔ مگر اکبر نے ان کا مفسدانہ طور و طریق دیکھ کر یہ پروانہ نہیں دیا۔ حالانکہ ان کے حدود مملکت میں ہر عقیدہ و خیال کے حامیوں کو تقریر و تحریر کی آزادی تھی۔ اسی سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جن پادریوں کی بدزبانیوں سے اکبر جیسا وسیع المشرب۔ روادار متحمل مزاج بادشاہ بھی بیزار ہو گیا۔ انہوں نے بد تہذیبی اور بدکلامی کے کیا کیا نمونے نہیں دکھائے ہوں گے۔

یسوع مسیح کے پیغام میں تصرّف

اس عبادت خانے کی روداد دیکھ کر ہم یہ کہنے میں حق بجانب ہوں گے کہ ہندوستان آکر یسوع مسیح کے پیغام نے دوسری مرتبہ اپنا رنگ بدلا۔ پہلی مرتبہ تو پولوس رسول نے شریعت کو لعنت اور صلیبی موت کو لعنتی موت قرار دے کر ان کے پیغام کی شکل بگاڑی تھی۔ یہاں پرتگالی مسیحیوں نے جناب مسیح کے پیغام محبت کو پیغام نفرت کی شکل میں پیش کیا۔ مسیحیوں کو مسلمانوں کی تہذیب۔ مذہب اور عقیدے سے نفرت کرنے کی تعلیم دی گئی۔ وہ تعلیم جو دو ہزار سال پہلے مثبت رنگ رکھتی تھی سولہویں صدی میں آکر منفی رجحانات کی حامل ہو گئی۔ پھر بھی وہ زمانہ اسلامی اقتدار کا تھا۔ اس لئے یہ تلقین نفرت رنگ نہ لا سکی اور مسلمان بپتسمہ کے پانی کو مقدس پانی نہ سمجھ سکے۔

دوسری مغربی اقوام

پرتگالیوں کے بعد ہندوستان میں ولندیزیوں۔ فرانسیسیوں اور انگریزوں کی آمد شروع ہوئی۔ وہ زمانہ مذہب پرستی کا تھا اور ان نو وارد مسیحیوں پر بھی عیسائیت کا رنگ غالب تھا۔ پھر ان کے ساتھ پادریوں کی ایک جمعیت بھی ہوتی تھی۔ اگرچہ یہ صحیح ہے کہ یہاں وہ تاجروں کے بھیس میں آئے تھے۔ مگر یہ تثلیث اور کفارے کے پرچار کا موقعہ بھی ڈھونڈتے رہتے تھے۔ اسلام اور پیغمبر اسلام صلے اللہ علیہ وسلم سے ان کو دیرینہ عداوت تھی۔ اور وہ باہم بعض مسائل میں اختلاف رکھتے تھے اور پروٹسٹنٹ فرقہ تو انہیں دنوں پاپائی نظام سے بغاوت کر کے الگ ہو گیا تھا مگر اسلام پر اعتراض کرنے میں یہ سب متفق تھے۔ آگے چل کر ان مسیحیوں نے اسلام کے خلاف متحدہ محاذ قائم کیا۔ پھر ان مسیحیوں میں جو بات مشترک تھی وہ بدزبانی و بدکلامی تھی۔ ان میں کوئی نیم تھا تو کوئی کریلا۔

عہد جہانگیر

دولت مغلیہ کے عہد میں معاشی اقتصادی اور تجارتی اعتبار سے ہندوستان بہت زرخیز ملک سمجھا جاتا تھا۔ اس لئے مغربی اقوام کی سیلاب امڈا آرہا تھا۔ عہد جہانگیری میں شاہ انگلستان جیمس اول نے مغل دربار سے سفارتی تعلقات بھی قائم کرنے کی کوشش کی۔ ہم یہ یقین سے نہیں کہہ سکتے کہ کپتان ہاکنس اور سر طامس کو مغل حکمران جہانگیر نے اپنے دربار میں سفیر انگلستان کی حیثیت سے باریابی کی اجازت دی یا نہیں۔ مگر تاریخوں سے یہ ضرور معلوم ہوتا ہے۔ کہ انگریز سوداگروں نے جہانگیر کی خدمت میں بہت سے تحائف اور مصنوعات پیش کیں۔ اور ہندوستان میں تجارت کرنے کی مراعات حاصل کر لیں۔ گجرات کا شہر سورت جو ان دنوں ہندوستان کی سب سے بڑی تجارتی بندرگاہ تھی۔ وہاں جہانگیر کی اجازت سے انگریزوں نے ایک تجارتی کوٹھی تعمیر کی۔ اسی طرح کلکتہ کے قریب ہگلی میں عہد اورنگ زیب تک وہ اسی آزادی سے بیوپار کرتے رہے۔

ڈاکٹر برنیر

اس امن اور فارغ البالی کے زمانہ میں یورپ سے صرف تاجر ہی نہیں بلکہ ڈاکٹر صناع اور پادریوں نے بھی ہندوستان کا رخ کیا۔ اور مسیحیوں نے ہندوستان میں اپنے لئے فضا ہموار کی۔ بہت سے مسیحیوں نے بادشاہ اور مسلمان امراء کے دربار میں رسائی حاصل کی۔

ڈاکٹر برنیر جو اورنگ زیب کے سفر کشمیر میں ان کے ساتھ رہا۔ وہ دہلی کے ایک مسلمان امیر کا فیملی ڈاکٹر تھا ہم ان میں سے اکثر مسیحیوں کے متعلق کہہ سکتے ہیں کہ اگرچہ ان کو اسلامی ہند میں ہر طرح کے حقوق حاصل تھے اور یہاں امن اور عزت کی زندگی گزارتے تھے مگر انھوں نے کبھی نمک حلالی و شکر گزاری کا ثبوت نہیں دیا نہ کبھی مسلمانوں کی تہذیب۔ زبان اور مذہب کو قدر کی نظروں سے دیکھا۔ خود ڈاکٹر برنیر جو باوجود دیکھ عہد اورنگ زیب کے متعلق کہتا ہے کہ یہاں زمین کا چپہ چپہ خالصہ شریف سمجھا جاتا ہے یہاں کسی کی ملکیت پر دست درازی کرنا بادشاہ کی ملکیت پر دست درازی کے مترادف ہے ساتھ ہی وہ یہ بھی کہتا ہے کہ ہمارے ملک فرانس میں املاک رعایا کی ایسی حفاظت نہیں کی جاتی ملکی نظم و نسق کے اعتبار سے دور ملوکیت کا یہ کتنا اعلےٰ انتظام تھا ایسی مملکت کے سربراہ کا کیا احترام ہونا چاہیئے تھا مگر ڈاکٹر برنیر کا سفرنامہ پڑھیئے تو معلوم ہوگا کہ اس کی نظروں میں اورنگ زیب کا کوئی احترام نہیں۔ وہ اس دیندار متقی بادشاہ کی نسبت یہاں تک کہتا ہے کہ اس نے یہ سفر محض چند عورتوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے کیا تھا۔

اس سے ہم سمجھ سکتے ہیں کہ مسیحیوں کے دل میں مسلمانوں کے خلاف کتنا بغض تھا حالانکہ وہ پردیس میں ایک مسلمان ہی کے دیئے ہوئے آب و دانہ پر زندگی بسر کر رہے تھے!

اورنگ زیب کا مواخذہ

شاہجہان کے عہد تک یہ مسیحی تجار ہندوستان میں اسی طرح بودوباش اختیار کئے رہے۔ لیکن اورنگ زیب کے عہد میں انہوں نے جا بجا ملکی معاملات میں مداخلت کی۔ اس لئے بادشاہ کو ان کے خلاف تادیبی کارروائی کرنی پڑی۔ اس وقت یہ ہندوستان میں اتنے کمزور تھے کہ بادشاہ کی ایک جنبش قلم سے ان کی تمام تجارتی کوٹھیاں بند ہو گئیں اور بیوپار کے حقوق چھن گئے مگر اس چالباز قوم نے فوراً معافی مانگ لی اور "اورنگ زیب" نے پھر ان کو ہندوستان میں تجارت کرنے کی آزادی دے دی۔

انگریزوں کی اقبال مندی

اس کے بعد تاریخ ہند میں بڑے بڑے واقعات رونما ہوئے اور ملکی سیاست انگریزوں کے حق میں کروٹ بدلنے لگی۔ سلطان محمد ٹیپو اور نواب سراج الدولہ کی شکست کے بعد لال قلعہ دہلی کی باری آئی اور وہاں بھی انگریزوں کا جھنڈا لہرانے لگا۔

ہم یہاں آکر بھی ہندوستان میں انگریز اور دوسرے مسیحیوں کا حال پڑھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہندوستان میں تجارت کے ساتھ ساتھ مسیحیت کو فروغ دینے کی فکر میں لگے ہیں۔ اس مقصد کے لئے اسلام و پیغمبر اسلام پر نارو انکتہ چینی کے علاوہ دنیوی ترغیب و ترہیب سے بھی کام لیتے تھے۔

اسباب بغاوت ہند

سرسید احمد خاں نے "اسباب بغاوت ہند" میں ۱۸۵۷ء کے ہنگامے کا ایک یہ سبب بھی بتایا ہے کہ انگریز سیاسی اقتدار کے بل بوتے پر ہندوستانیوں کا مذہب بدلنا چاہتے تھے۔ ان کے مختصر سے عہد حکومت میں ملازمت ترقی اور عزت اس کو ملنے لگی تھی جو عیسائیت قبول کرتا یا مسیحی لباس۔ زبان اور تمدن اپنا لیتا۔ انہوں نے بعض ایسے سرکلر کا بھی حوالہ دیا ہے جو کلکتہ سے جاری ہوئے۔ انہوں نے اس عہد کے ہندوستانیوں کے احساسات کی ترجمانی کرتے ہوئے لکھا ہے کہ انگریزوں کی اسی پالیسی سے ان کے دل مجروح ہو گئے اور وہ یہ سمجھنے لگے کہ اب ہندوستان میں کسی کا مذہب محفوظ نہیں۔

یہ ضرور ہے کہ اکبری عبادت خانے کے بعد اور ۱۸۵۷ء سے پہلے عیسائیوں کا مسلمانوں یا ہندوستان کی دوسری اقوام کے ساتھ کوئی مناظرہ نہیں ہوا لیکن مسیحی ہمیشہ اسی تاک میں لگے رہے خصوصاً مسلمانوں کے مذہب پر شبخون مارنا وہ اپنا فرض سمجھتے تھے۔ انہوں نے یسوع مسیح کی زندگی کا عمدہ پہلو اور انجیل مقدس کی مفید تعلیمات پیش کرنے کی بجائے اسلام و پیغمبر اسلام کی سیرت پاک پر ناپاک حملے شروع کئے۔ اس ضمن میں پادریوں کی طرف سے جو تعمیری کام ہوا وہ صرف اتنا تھا کہ انجیل یا بائبل ہندوستانی زبانوں میں منتقل کی گئی۔

بائبل کے اردو ترجمے

ان دنوں ہندوستان کی عام زبان فارسی تھی یا اردو۔ انگریزوں نے جب کلکتہ میں فورٹ ولیم کالج قائم کیا اور اس کے ناظم اعلیٰ "ڈاکٹر گلکرسٹ" نے اردو کی طرف خاص توجہ دی تو اردو نثر نگاری کا ایک نیا دور شروع ہو گیا اور اب فارسی کی بجائے اردو ہی سرکاری زبان بن گئی۔ مسیحی اس زمانے میں اپنا مذہبی سرمایہ اردو میں منتقل کرنے لگے۔ ۱۸۰۵ء سے ۱۸۰۳ء تک پرائیویٹ اداروں کی طرف سے اردو میں بائبل کے ترجمے شائع کئے گئے اور مسیحیت پر رسالے لکھے گئے۔ لیکن ۱۸۱۳ء میں شاہ انگلستان نے ہندوستان میں ایک مسیحی ادارہ قائم کرنے کی منظوری دی اور اسی سال پادری ہنری مارٹن نے آگرہ اکر سرکاری سطح پر بائبل کا اردو میں ترجمہ کیا۔ مسیحیت کا دوسرا مرکز بنگال تھا۔ یہاں سیرام پور میں بائبل کا پانچ جلدوں میں ترجمہ کیا گیا۔ یہ ترجمہ ۱۸۱۶ء سے شروع ہوا اور ۱۸۱۹ء میں ختم ہوا۔

غرض ہم دیکھتے ہیں کہ ۱۸۵۷ء سے پہلے بپتسمہ دینے والوں کی پوری فوج ایک منصوبے کے ماتحت مسلم آبادی پر ٹوٹ پڑتی ہے۔ مشن اور سکول کھولے جاتے ہیں۔ اخبارات و رسائل جاری کئے جاتے ہیں اور تالیف و تصنیف کا سلسلہ شروع کیا جاتا ہے۔ ساتھ ہی ہر طرف مسلمانوں کو مناظرے کے لئے للکارا جاتا ہے۔ اس طرح تمام وسائل مسیحیت کی تائید اور اسلام کی مخالفت میں اختیار کئے جاتے ہیں۔ اسلام و پیغمبر اسلام پر اعتراضات اور مسلمانوں کی دل آزاری سیاسی اور مذہبی جماعت کی خاص پالیسی قرار پاتی ہے۔ ہندوستان سے لے کر انگلستان تک کے انگریز اس خیال میں محو رہتے کہ ان کو خدا نے یہ ملک محض تبلیغ مسیحیت کے لئے عطا کیا ہے۔

ایجنٹ گورنر جنرل کی تقریر

۱۸۵۳ء میں جب پشاور میں عیسائیوں نے ایک مشن کھولا اور تبلیغی مرکز قائم کیا تو اس موقعہ پر گورنر جنرل کے ایجنٹ "ہربرٹ ایڈورڈز" نے ایک لمبی تقریر کی اور پورا زور خطاب اسی میں صرف کیا کہ خدا نے انگریزوں کو ہندوستان جیسا وسیع ملک صرف تبلیغ عیسائیت کے لئے دیا ہے اور یہی قضا و قدر کا فیصلہ ہے لہٰذا تمام عیسائیوں کو اس مقصد کے لئے کمربستہ ہو جانا چاہیئے۔

انگریز اور دوسرے مسیحی جو ان دنوں نشۂ اقتدار میں چور تھے مسلمانوں کے خلاف ایسا نازیبا اور جارحانہ رویہ اختیار کیا کہ سارے اسلامیان ہند اپنے مستقبل کی طرف سے مایوس ہو گئے۔ یوں تو یہ خطرہ ہندوستان کے تمام مذہبی فرقوں نے محسوس کیا اور اپنے اپنے مذہب میں اصلاحات کی کوشش کی جیسے راجہ رام موہن رائے وغیرہ۔ مگر مسلمانوں کا معاملہ اور تھا۔ یہ سیاسی اور مذہبی دونوں اعتبار سے عیسائیوں کے حریف تھے اس لئے مسیحی پادریوں نے اپنا زور تمام تر مسلمانوں کی غارتگری اور اسلام کی بیخ کنی میں لگایا۔ ان دنوں ایسی ایسی کتابیں لکھی گئیں جنہیں دیکھ کر آج عیسائی بھی شرم سے گردن جھکا لیتے ہیں۔ پادری عماد الدین کی تحریریں تو اتنی ناشائستہ اور دلآزار تھیں کہ خود بعض انگریز مدبروں نے کہا کہ اگر ہندوستان میں دوبارہ غدر ہوا تو انہیں تحریروں سے ہوگا۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جس فرقے نے "امہات المومنین" جیسی کتاب شائع کی اس کے نزدیک اخلاق تہذیب اور خوش کلامی کا کیا معیار ہوگا؟ مسلمانان ہند یہ تحریریں پڑھتے اور خون کے گھونٹ پیتے۔ ان میں برسر اقتدار پادریوں سے تاب مقاومت نہیں تھی۔ ملکہ وکٹوریہ کی طرف سے جس مذہبی آزادی کا اعلان کیا گیا تھا اس سے مسلمان بھی فائدہ اٹھا رہے تھے اور اسلام کی طرف سے دفاع کر رہے تھے۔ مگر ان کے لئے مشکل یہ تھی کہ وہ یسوع مسیح۔ تورات اور انجیل کی شان میں بے ادبی نہیں کر سکتے تھے وہ قرآنی حکم کے ماتحت ان کی تعظیم و تکریم پر مجبور تھے۔ بہت تردد اور پریشانی کے بعد کچھ علماء ان کے مقابل آئے مناظرے کئے اور مسیحیت کے خلاف کتب لکھیں جیسے مولوی رحمت اللہ صاحب کرانوی وغیرہ مگر ان دنوں میں مسیحی اپنی شیشہ گری اور دجل و فریب کے پھیلانے میں اتنے کامیاب ہو گئے تھے کہ ان مناظروں اور تصانیف کے باوجود ان کا اثر و نفوذ مسلم نوجوانوں میں بڑھتا ہی گیا۔

مسلمان زعماء کی مدافعانہ کارروائیاں

اسلامیان ہند کے لئے یہ صورت حال ناقابل برداشت تھی۔ کشمیر سے بنگال اور کراچی سے راس کماری تک مسلمان عیسائیوں کی ان چیرہ دستیوں کے خلاف چیخ اٹھے۔ بہت سے اسلامی مفکر اسی درد سے بیتاب ہو کر میدان میں آئے اور اسلام کی طرف سے دفاع کی کوشش کی۔ مدرسہ دیوبند اور دوسری نظامی درسگاہیں کھولی گئیں بلکہ وہ مسلمان زعماء جن کا کام اسلام کی طرف سے دفاع نہیں تھا وہ بھی اس میدان میں آ گئے جیسے سرسید احمد خاں اکبر الہ آبادی۔ مولانا عبد الحلیم صاحب شرر۔ مولوی چراغ علی۔ سید امیر علی اور مولانا شبلی وغیرہ۔

سرسید نے علیگڑھ کالج قائم کیا مگر ان کا دل سر ولیم میور کی کتاب "لائف آف محمدؐ" سے اتنا دکھی ہوا تھا کہ لنڈن جا کر اس کا جواب شائع کرایا۔ انہوں نے اپنے دوست غالباً نواب محسن الملک کو لنڈن سے یہاں تک لکھا کہ اگر اس کتاب کی اشاعت کے لئے ہماری جائداد بھی بیچنی پڑے تو بیچ دو۔

اکبر الہ آبادی ملازم سرکار تھے اور شاعر انہوں نے اپنے طنزیہ و مزاحیہ اشعار کے ذریعے مسلمانوں کو مسیحیوں کے اثر و نفوذ سے بچانا چاہا۔

مولانا عبد الحلیم صاحب شرر۔ انہیں خدا نے ناول نگاری میں ایک خاص ملکہ بخشا تھا۔ انہوں نے بھی مسلمانوں کو عیسائیوں کے دجل و فریب سے آگاہ کرنے کے لئے فلورا فلورنڈا نامی ناول لکھا۔ مولوی چراغ علی اور سید امیر علی نے بھی اسلام کی طرف سے اعلیٰ درجے کی کتابیں لکھیں۔

مولانا شبلی نے سیرۃ النبیؐ لکھ کر عیسائیوں کے ناپاک حملوں کا جواب دیا۔

یہ اسلامیان ہند کی اسلامی خدمات ہیں جو عیسائیوں کے مقابل ظہور میں آئیں ہم ان تمام علماء اور اسلامی مفکروں کی ان خدمات کے مشکور ہیں۔ خدا انہیں جزائے خیر دے۔ لیکن دوسری طرف یہ بھی صحیح ہے کہ ان تمام انتھک کوششوں کے باوجود عیسائیوں کے جارحانہ حوصلے پست ہوئے۔ نہ عیسائیوں کے اثر و نفوذ میں کوئی کمی آئی۔

البتہ ہم یہ ضرور دیکھتے ہیں کہ تھوڑے دنوں کے بعد بعض اسباب کی بنا پر جو ابھی تک بہت سے مسلمانان ہندو پاک کے لئے نامعلوم ہیں۔ مسیحی مناد پسپا ہونے لگے۔ مناظرے اور مباحثے کا خیال جاتا رہا اور اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کرنے سے کترانے لگے۔ آخر اس کے کیا اسباب تھے؟ آیئے ہم مل جل کر ان نامعلوم اسباب کا پتہ لگائیں۔

ہر صاحب استطاعت احمدی کا فرض ہے کہ وہ اخبار الفضل خود خرید کر پڑھے

میٹرک کے امتحان میں تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کا شاندار نتیجہ

نتیجہ کی اوسط بفضلہ تعالیٰ ۹۷٫۲۷ فیصد رہی۔ ۱۱ طلبہ کو وظائف ملنے کی توقع

۵۲ طلبہ فرسٹ ڈویژن میں، ۴۴ سیکنڈ ڈویژن میں اور صرف دس تھرڈ ڈویژن میں کامیاب ہوئے

ربوہ۔ امسال میٹرک کے امتحان میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے نتیجہ کی اوسط ۹۷٫۲۷ رہی ہے سکول کی طرف سے ۱۱۲ طلبہ شریک ہوئے تھے ان میں سے ۵۲ طلبہ فرسٹ ڈویژن میں کامیاب ہوئے ۴۴ طلبہ نے سیکنڈ ڈویژن حاصل کیا اور صرف دس طلبہ تھرڈ ڈویژن میں پاس ہوئے دو طلبہ کے نتائج اور ایک طالب علم کے نمبروں کا اعلان بعد میں کیا جائے گا یہ امر قابل ذکر ہے کہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے گیارہ طلبہ کو اعلیٰ اور نمایاں کامیابی کی بنا پر بورڈ آف سکنڈری ایجوکیشن کی طرف سے وظائف ملنے کی توقع ہے۔

سائنس گروپ

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۲۰۷۲۹	عبدالرشید خالد	۶۷۵	I
۲۰۷۳۰	سید شاہد سلیم عاطف	۶۱۶	I
۲۰۷۳۱	محمد سلیم	۶۵۴	I
۲۰۷۳۲	نعیم احمد	۶۷۱	I
۲۰۷۳۳	پرویز احمد طارق	۷۸۵	I وظیفہ
	(ابن چوہدری علی محمد صاحب بی اے بی ٹی)		
۲۰۷۳۴	خلیل احمد ناصر ولد محمد مغل صاحب	۷۵۷	I وظیفہ
۲۰۷۳۵	محمد احمد ملک	۴۴۶	III
۲۰۷۳۶	عبدالحمید طاہر	۶۱۴	I
۲۰۷۳۷	مبشر احمد خان	۷۱۵	I
۲۰۷۳۸	تیمور شہاب احمد	۶۳۳	I
۲۰۷۳۹	محمد اکرم	۵۱۷	II
۲۰۷۴۰	سید ارشد احمد	۶۵۲	I
۲۰۷۴۱	مرزا مبشر احمد	۷۳۴	I
۲۰۷۴۲	سید محمد مبشر شاہ	۷۴۸	I
۲۰۷۴۳	عبدالباسط	۴۵۱	II
۲۰۷۴۴	عبدالعزیز بھٹہ	۵۳۰	II
۲۰۷۴۵	سید معین شاہ	۵۶۳	II
۲۰۷۴۶	وسیم احمد طاہر	۵۹۲	II
۲۰۷۴۷	محمد افضل طاہر	۶۳۱	I
۲۰۷۴۸	مودود احمد	۵۴۹	II
۲۰۷۴۹	اعجاز علی	۴۷۷	II
۲۰۷۵۱	سید خالد منظور	۶۰۹	I
۲۰۷۵۲	نثار احمد	۳۷۰	III
۲۰۷۵۳	چوہدری محمد اعظم خان	۶۶۲	I
۲۰۷۵۴	ظفر اللہ خان مبشر	۶۸۳	I
۲۰۷۵۵	عبدالرشید منگو	۶۹۳	I
۲۰۷۵۶	مبارک احمد شاہد	۶۳۲	I
۲۰۷۵۷	نعیم اختر صدیقی	۸۲۵	I وظیفہ
	(ولد میاں محمد اقبال صاحب آف جھنگ)		
۲۰۷۵۹	ادریس احمد	۶۶۰	I
۲۰۷۶۰	شہاب الدین ثاقب	۷۱۱	I

سائنس گروپ

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۲۰۷۶۱	نصیر احمد ظفر	۶۰۹	I
۲۰۷۶۲	رفیق احمد صالح	۶۱۸	I
۲۰۷۶۳	مرزا مغفور احمد	۷۷۲	I وظیفہ
	(ابن صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب)		
۲۰۷۶۴	ممتاز احمد	۶۵۱	I
۲۰۷۶۵	قریشی فائز محی الدین	۶۹۵	I
۲۰۷۶۶	محمد حنیف بٹ	۷۶۷	I وظیفہ
	(ابن ڈاکٹر خیر الدین صاحب بٹ میڈیکل سٹور ربوہ)		
۲۰۷۶۷	محمد احمد	۸۰۱	I وظیفہ
	(ابن احمد علی صاحب)		
۲۰۷۶۸	سید مولود احمد	۶۹۱	I
۲۰۷۶۹	منیر احمد نذیر	۷۵۷	I وظیفہ
	(ابن مولوی نذیر احمد علی صاحب)		
۲۰۷۷۰	عبدالمجید طاہر	۷۱۴	I
۲۰۷۷۱	نصیر احمد مبشر	۷۶۶	I وظیفہ
	(ابن مولوی نذیر احمد صاحب مبشر نائب وکیل التبشیر)		
۲۰۷۷۲	مظہر حسین	۷۹۱	I وظیفہ
	(ابن ڈاکٹر گل حسن صاحب)		
۲۰۷۷۳	عزیز احمد عقیل	۶۷۰	I
۲۰۷۷۴	اکرام اللہ ظفر	۸۵۱	I وظیفہ
	ابن چوہدری ظفر اللہ صاحب ولد چوہدری صادق صاحب مرحوم تحصیلدار۔ سرگودھا ڈویژن میں فرسٹ ہے		
۲۰۷۷۵	نصیر الرحمن	۴۹۹	II
۲۰۷۷۶	تقی الدین	۴۴۴	III
۲۰۷۷۸	عبدالکریم	۴۵۵	II
۲۰۷۷۹	لطیف الرحمن	۴۸۵	II
۲۰۷۸۰	نسیم احمد اقبال	۵۱۷	II
۲۰۷۸۱	غلام نبی	۷۸۶	I وظیفہ
	(ولد لال دین صاحب)		
۲۰۷۸۲	مظفر احمد	۵۹۲	II
۲۰۷۸۳	عبدالسبحان طارق	۴۵۹	II
۲۰۷۸۴	سخی احمد چوہدری	۴۶۸	II

سائنس گروپ

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۲۰۷۸۵	مختار احمد	۵۸۶	II
۲۰۷۸۶	خلیل اللہ طاہر	۵۲۹	II
۲۰۷۸۷	مبشر احمد شاد	۶۲۴	I
۲۰۷۸۸	اقبال حبیب قریشی	۶۳۷	I
۲۰۷۸۹	جاوید احمد فاروقی	۶۱۹	I
۲۰۷۹۰	منظور احمد اختر	۵۶۶	II
۲۰۷۹۱	قمر احمد	۵۳۴	II
۲۰۷۹۳	محمود احمد	۶۰۰	I
۲۰۷۹۴	محمد الدین	۶۲۵	I
۲۰۷۹۵	بشارت احمد	۷۴۵	I
۲۰۷۹۶	محمد اکرام شاد	۶۴۲	I
۲۰۷۹۷	مبارک احمد	۶۰۱	I
۲۰۷۹۸	منور احمد قاسم	۵۶۴	II
۲۰۷۹۹	لئیق احمد باجوہ	۴۳۲	III
۲۰۸۰۰	عبدالغفار	۴۲۳	III
۲۰۸۰۱	منیر احمد باجوہ	۵۲۷	II
۲۰۸۰۲	محمد عاقل خان	۶۲۸	I

HUMANITIES GROUP.

رول نمبر	نام	حاصل کردہ نمبر	ڈویژن
۴۱۶۸۵	شاہد احمد	۵۰۱	II
۴۱۶۸۷	فرزند علی انور	۵۵۷	II
۴۱۶۸۸	منیر احمد باجوہ	۴۷۷	II
۴۱۶۸۹	عبدالسلام قمر	۵۵۵	II
۴۱۶۹۰	عبدالرشید خان	۴۹۷	II
۴۱۶۹۱	کلیم اللہ حنیفی	۶۰۲	I
۴۱۶۹۲	ناصر احمد	۴۷۰	II
۴۱۶۹۳	نور السلام	۴۴۹	III
۴۱۶۹۴	عبدالمجید قریشی	۴۶۹	II
۴۱۶۹۵	منیر احمد ناصر	۶۲۵	I
۴۱۶۹۶	حامد احمد خالد	۴۷۲	II
۴۱۶۹۷	رشید احمد لبرا	۵۳۶	II
۴۱۶۹۹	سیف شجاع الدین	۴۷۴	II
۴۱۷۰۰	مبشر احمد عابد	۶۰۰	I
۴۱۷۰۱	عبد الاحد	۵۸۱	II
۴۱۷۰۲	عبدالسلام طاہر	۵۳۴	II
۴۱۷۰۵	بشیر احمد	۶۰۹	I
۴۱۷۰۶	منظور احمد عطا	۶۴۴	I
۴۱۷۰۷	محبت علی اختر	۵۵۱	II
۴۱۷۰۹	غلام رسول	۴۹۰	II
۴۱۷۱۰	محمد شریف خالد	۶۹۰	I
۴۱۷۱۱	عبدالرشید ارشد	۴۱۴	III
۴۱۷۱۶	عبدالرشید اقبال	۵۱۱	II
۴۱۷۱۹	ناظم حسین اختر	۴۵۷	II
۴۱۷۲۲	رشید احمد ضیاء	۵۵۴	II
۴۱۷۲۳	سید رشید احمد	۵۰۱	II
۴۱۷۲۷	نسیم احمد سندھی	نتیجہ کا اعلان بعد میں ہوگا	
۴۱۷۲۸	منیر احمد سندھی	نتیجہ کا اعلان بعد میں ہوگا۔	
۴۱۷۲۹	فیض محمد نیازی	۵۷۲	II
۴۱۷۳۰	ملک خورشید احمد	۴۸۰	II
۴۱۷۳۱	بشارت الٰہی	۴۶۹	II
۴۱۷۳۲	منیر الدین بابر	۶۰۱	I
۴۱۷۳۴	خلیل احمد	۳۴۸	III
۴۱۷۳۶	مبشر احمد	۵۱۷	II
۴۱۷۳۸	راجہ محمود احمد	۵۲۰	II
۴۱۷۳۹	لطیف احمد بھٹی	۳۸۶	III
۴۱۷۴۰	رفیق احمد منصوری	۴۴۶	III
۴۱۷۴۱	مبشر احمد شاہ خلیل	نمبر بعد میں	
۴۱۷۴۴	محمد اسلم شمشاد	۵۳۷	II

احمدی مبلّغین کی تبلیغی مساعی کے خوشکن ثمرات

ایک عیسائی مبلّغ کا قبول اسلام

مکرم مولوی محمد عمر صاحب مالا باری مولوی فاضل مبلغ سلسلہ عالیہ احمدیہ مقیم حیدر آباد دکن

ایک دن احمدیہ مسلم مشن حیدر آباد کے پتہ پر ایک عیسائی مبلغ عبد القادر صاحب کا خط آیا کہ مجھے ایک کتاب ملی ہے جس کے بارے میں چند امور دریافت طلب ہیں۔ اسلئے ملاقات کا وقت دیا جائے۔ خاکسار نے اس خط کے جواب میں انہیں لکھا کہ احمدیہ جوبلی ہال (مشن ہاؤس) کے دروازے متلاشیان حق کے لئے چوبیس گھنٹے کھلے رہتے ہیں لہذا وہ جب چاہیں مشن ہاؤس میں آکر دریافت طلب امور کے بارے میں گفتگو کر سکتے ہیں۔ چنانچہ دو روز بعد موصوف مشن ہاؤس میں تشریف لے آئے۔ اس وقت خاکسار کے علاوہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب فاضل (جن کو خدا تعالیٰ نے امسال حج بیت اللہ کی توفیق عطا فرمائی ہے) انچارج احمدیہ مسلم مشن آندھرا پردیش بھی موجود تھے قریباً دو گھنٹے تک ان سے گفتگو ہوئی۔ جس سے وہ بہت متاثر ہوئے اُس دن کے بعد اکثر اوقات مشن ہاؤس میں تشریف لاتے رہے اور تبلیغی گفتگو ہوتی رہی۔ اسی اثنا میں بیس دو اور تین مارچ ۱۹۶۳ء کو حیدر آباد میں جماعت کا جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا۔ اس میں شرکت کے لئے مدراس سے مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی اور بمبئی سے مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب بھی تشریف لائے تھے۔ خاکسار نے عبد القادر صاحب کو ان دونوں علماء کرام کی آمد اور جلسہ سالانہ کے انعقاد کی اطلاع دی اطلاع ملتے ہی وہ مشن ہاؤس میں تشریف لائے۔ ان مبلغین کرام نے بھی انجیلی حوالوں سے صداقت نبی ایم مسلم وفات عیسےٰ اور تحریف بائیبل وغیرہ امور کے بارے میں وضاحت کر دی۔ اس کے علاوہ جلسہ سالانہ کی تقاریر سے بھی خصوصاً مکرم چوہدری مبارک علی صاحب کی تقریر "پیغام آسمانی" سے بہت متاثر ہوئے اور اسی گھڑی اسلام قبول کرنے پر آمادگی کا اظہار فرمایا۔

مکرم چوہدری مبارک علی صاحب مورخہ ۷ر مارچ کو قادیان جا رہے تھے تو انہوں نے عبد القادر صاحب کو بھی اپنے ساتھ قادیان لے جانیکا انتظام کیا تاکہ وہاں کے روحانی ماحول سے بھی واقفیت حاصل ہو۔ قادیان میں ایک جلسہ میں تقریر کرنیکا موقعہ بھی عبد القادر صاحب کو دیا گیا۔ ایک ہفتہ کے بعد وہ واپس حیدر آباد آئے اور قبول اسلام کا اعادہ کیا اور بیعت کر کے احمدیت کی آغوش میں آ گئے۔

درویشان قادیان کی روحانی زندگی اور اخلاق فاضلہ سے وہ اتنے متاثر ہوئے کہ ان کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہر معمولی سے معمولی درویش بھی اپنے اندر تبلیغ اسلام کا ایک بے مثل جنون اور جوش رکھتا ہے۔ بظاہر معمولی لباس میں نہایت ہی سیدھے سادے طریق میں ہر کوئی نظر آتا ہے۔ لیکن کوئی بڑے سے بڑے پادری بھی ان کے سامنے نہیں ٹھہر سکتے۔ ان لوگوں کو دنیا و ما فیہا کی کوئی خبر یا کوئی دلچسپی نہیں۔ ان کی دنیا ہی سب سے الگ اور نرالی ہے۔

مکرم عبد القادر صاحب کے قبول اسلام کے واقعات بیان کرنے کے لئے احمدیہ جوبلی ہال میں مجلس خدام الاحمدیہ کا ایک اجلاس بلایا گیا جس میں موصوف نے تقریر کی۔ اس کا تقریر کا ایک حصہ ہدیہ ناظرین ہے۔ انہوں نے بتایا کہ

"میں حیدر آباد کے (دکن) کے ایک مسلم گھرانے میں پیدا ہوا اور بچپن سے ہی میں سماج بد مروجہ نظام کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتا تھا اور اس نظام کے مقابل میں اشتراکیت یعنی کمیونزم کو بہت فوقیت دیتا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے قانون کو اپنے ہاتھ میں لینا بھی شروع کر دیا۔ جس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء میں پولیس نے مجھے گرفتار کر لیا اور ایک ہی وقت میں عدالت میں میرے خلاف چودہ مقدمات دائر کئے گئے جس میں مجھے تین برس کی سزا سنائی گئی۔ میں حوالات میں اسی کوشش میں لگا رہا کہ کسی نہ کسی طرح فرار ہو جاؤں چنانچہ اس کے دو ہفتہ بعد ہی اپنی کوشش میں کامیاب رہا۔ اور ایک رات دو اور چار بجے کے درمیان پولیس ٹاؤن ضلع محبوب نگر کے حوالات سے فرار ہو گیا۔ حالانکہ حوالات کے اندر میرے علاوہ دو قیدی اور تھے اور باہر پولیس کا پہرہ بھی موجود تھا اور کمرہ پوری طرح مقفل تھا۔ میں فرار ہو کر سیدھا اپنے گھر پہنچا اور اپنے بیوی بچوں سے ملاقات کر کے ان سے رخصت ہوا اور روپوشی اختیار کی۔ اس دوران میں اخبارات کا مطالعہ کرنے کا مجھے موقعہ نہیں ملا۔ مگر میرے بھائی کا کہنا ہے کہ میری فراری کی خبر میرے فوٹو کے ساتھ ۱۴ جنوری ۱۹۵۴ء کے اخبار انگارہ (حیدر آباد) میں شائع ہوئی اور انہیں اسی اخبار کے ذریعہ سے میری فراری کا علم ہوا تھا۔ اس کے بعد میں نے پورے پانچ سال تک ہندوستان کے مختلف مقامات میں رہائش اختیار کی۔ میں نے ۱۹۵۸ء کو حیدر آباد کا رخ کیا اور ضلع وارنگل میں دوبارہ گرفتار کر لیا گیا۔ جیل کے اندر اتفاق سے ایک عیسائی پادری سے ملاقات ہوئی اور انہوں نے مجھ سے تبلیغ شروع کر دی۔ دوران گفتگو مجھے بتایا کہ ہر انسان بشمول انبیاء و پیغمبروں کے دنیا میں گنہگار پیدا ہوتا ہے۔ کیونکہ ابو الآباء حضرت آدمؑ کے ذریعہ دنیا میں گناہ کا بیج بویا گیا اور یہ گناہ دنیا کے تمام انسانوں میں سرایت کر گیا۔ لہذا تمام بنی نوع انسان خدا کے جلال اور اس کے قرب سے محروم ہیں۔ جب تک انسان میں گناہ موجود رہیگا تب تک وہ نجات یافتہ نہیں ہو سکتا اسلئے اگر انسان نجات حاصل کرنا اور قرب الٰہی پانا چاہتا ہے تو اسے چاہیئے کہ وہ خداوند یسوع پر ایمان لائے۔ کیونکہ یسوع ہی دنیا کا نجات دہندہ ہے۔ کیونکہ اس نے دنیا کے گنہگاروں کی نجات کے لئے اپنی جان بطور فدیہ کے دیدی۔

چونکہ میں بھی سن چکا تھا جیسا کہ عام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ بڑے بڑے نبیوں سے بھی گناہ سرزد ہو چکا تھا۔ جیسے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام تین جھوٹ بولے تھے وغیرہ وغیرہ اور اسکے برعکس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو زندہ آسمان پر بٹھائے ہوئے تھا اور آخری زمانہ میں امت محمدیہ کی بہبودی کے لئے اتر آنا وغیرہ عقائد مجھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی الوہیت قبول کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوئے اور میں جیل کے اندر ہی الوہیت مسیح کو تسلیم کر کے عیسائی بن گیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا بلکہ ان خیالات کی باقاعدہ تبلیغ بھی شروع کر دی جس کے نتیجہ میں مجھے جیل کے اندر مسلمانوں سے بہت تکلیف بھی برداشت کرنی پڑی اس کے تین سال کے بعد یعنی ۲ر دسمبر ۱۹۶۰ء کو میں رہا کر دیا گیا۔

اس کے بعد میں ایک آزاد وعظ کی حیثیت سے حیدر آباد و مضافات میں عیسائیت کا پرچار کرتا رہا۔ اس اثنا میں جنوری ۱۹۶۳ء میں اتفاق سے ایک کتاب میرے ہاتھ آ گئی جس کا نام دعوت الی اللہ ہے۔ اس کتاب میں مسیح موسوی اور مسیح محمدی کی مماثلت میں بحث کی گئی تھی۔ منجملہ ان باتوں کے ایک قابل غور بات یہ بھی لکھی گئی تھی کہ پطرس جو مسیح ناصری کا سب سے پہلا خلیفہ تھا کی وفات کے بعد کلیسیا میں دو جماعتیں بن گئیں۔ ایک گروہ جس کا سردار پولوس تھا حضرت مسیح کو ابن اللہ اور دوسرا گروہ نبی اللہ مانتا تھا۔ جس کا لیڈر یعقوب تھا بنایا گیا ہے۔ حالانکہ میں نیا عہد نامہ (انجیل) کئی بار پڑھ چکا تھا۔ لیکن اس عقیدہ اور اس گروہ کے بارے میں کہیں کبھی ذکر موجود نہ تھا۔ میں نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس کتاب کے مصنف نے یہ مواد کہاں سے فراہم کیا ہے جوبلی ہال کا رخ کیا۔ میرے دل میں پوشیدہ طور پر یہ بھی خیال تھا کہ اس بہانے سے ان لوگوں کو کچھ تبلیغ بھی کروں۔ مشن ہاؤس میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن اور ان کے نائب مولوی محمد عمر صاحب فاضل موجود تھے چوہدری صاحب موصوف نے مجھے بائیبل کے مختلف حوالہ جات کے ذریعہ سے ثابت کیا کہ حضرت مسیح ناصری صرف ایک نبی اللہ تھے جو صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کی طرف بھیجے گئے تھے نہ کہ سارے جہان کے لئے۔ چنانچہ متی باب ۱۵ آیت ۲۴ میں حضرت مسیح کا یہ قول نقل کی گئی ہے کہ:

> "میں اسرائیل کے گھرانے کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کے سوا اور کسی کے پاس نہیں بھیجا گیا"

نیز چوہدری صاحب نے عیسائیوں کے اس عقیدے کی بھی تردید کی کہ حضرت مسیح صلیب پر مرنے کے بعد تین دن تک مرے رہے اس کے بعد دوبارہ زندہ ہو کر آسمان کی طرف اٹھائے گئے۔ حالانکہ حضرت مسیح نے نشان طلب کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے فرمایا تھا کہ یونس نبی کے نشان کے سوا کوئی نشان اُن کو نہ دیا جائے گا۔ کیونکہ جیسے یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ویسے ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا (متی باب ۱۲ آیت ۳۹، ۴۰) یونس نبی کے نشان پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ زندہ ہونے کی حیثیت سے مچھلی کے پیٹ میں گئے اور تین دن تک اس میں زندہ رہے اور زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی اس سے باہر نکلے اسی طرح حضرت مسیح کو بھی زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی اسے غار کے اندر رکھے جانے گئے اور تین دن رات وہاں رہنے کے بعد زندہ ہونے کی حیثیت سے ہی اس قبر نما غار سے باہر نکلے نیز انہوں نے مجھے بتایا کہ دنیا میں مامور من اللہ اس لئے آتے ہیں کہ وہ انسان کے اندر وحدت کو قائم کریں۔ چنانچہ خدا تعالیٰ نے مختلف اوقات میں مختلف علاقوں میں اپنے نبیوں کو مبعوث مبعوث فرما کر الوہیت کا پیغام دنیا والوں کو پہنچایا مگر مرور زمانہ کے ساتھ ساتھ دنیا والے اس آسمانی پیغام کو بھولتے رہے اور ایسے نبیوں کو ہی خدا کے بیٹے یا مجسم خدا ماننے لگے۔ جیسا کہ حضرت مسیح کے متعلق خدا یا خدا کا بیٹا ہونے کا عقیدہ ہے اس گمراہی کو دور کرنے کے لئے سابقہ پیشگوئیوں کے ماتحت استثناء باب ۳۳ آیت ۲ اللہ نے کوہ فاران کی وادیوں میں سے آتشیں شریعت دے کر دس ہزار قدسیوں کے ساتھ

حضرت محمد مصطفیٰ صلعم کو مبعوث فرمایا

اس کے علاوہ مکرم مولوی صاحب نے انجیل سے ایک زبردست حوالہ ایسا دیا جو میری زندگی میں انقلاب لانے والا تھا اور اس طرح مجھے اس حوالے نے ضالین کے گروہ میں سے نکال کر مومنین کی سرحدوں میں لا کھڑا کر دیا۔ یا یوں کہیئے کہ مجھے ایک گہری تاریکی سے نور کی طرف لایا وہ حوالہ یہ ہے کہ یسوع مسیح نے فرمایا کہ:۔

"اگرچہ انہوں نے خدا کو جان تو لیا۔ مگر اسکی خدائی کے لائق اس کی بڑائی اور شکرگزاری نہ کی بلکہ باطل خیالات میں پڑ گئے۔ اور ان کے بے سمجھ دلوں پر اندھیرا چھا گیا وہ اپنے آپ کو دانا جتا کر بے وقوف بن گئے اور غیر فانی خدا کے جلال کو فانی انسان اور پرندوں اور چوپاؤں اور کیڑے مکوڑوں کی صورت میں بدل ڈالا۔"

(رومیوں باب ۱ آیت ۲۱ تا ۲۳)

غرض اس طویل گفتگو کے بعد اسلام کی صداقت کا میں پوری طرح قائل ہو گیا تھا اس گفتگو کے بعد بھی میں کئی دفعہ احمدیہ جوبلی ہال میں آتا جاتا رہا اور اسی دوران میں مورخہ ۲ر مارچ ۱۹۶۳ء کو جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔ اس جلسہ میں مکرم مولوی مبارک علی صاحب نے آسمانی پیغام کے عنوان سے ایک مدلل تقریر کی۔ جس نے میرے تمام شکوک شبہات کو دور کر دیا۔ اور میں نے اسی گھڑی میں فیصلہ کر لیا کہ میری نجات احمدیت جو کہ حقیقی اسلام ہے کے ذریعہ ہی ہو سکتی ہے اور میں نے مصمم ارادہ کر لیا کہ میں مشرف باسلام ہو جاؤں گا۔ اب خدا تعالےٰ کے فضل سے میں نہ صرف ایک احمدی ہوں بلکہ احمدیت کے ایک ادنےٰ سپاہی کی حیثیت سے کام کر رہا ہوں جس میں میں روحانی مسرت محسوس کر رہا ہوں"

خدا تعالےٰ کا فضل و احسان ہے کہ جب سے عبدالقادر صاحب نے بیعت کی ہے اس وقت سے ہمیشہ ان کو تبلیغ کی ہی دھن لگی رہتی ہے۔ اور اپنے تمام اوقات تبلیغ اسلام میں ہی صرف کر رہے ہیں۔ موصوف ایک نہایت جوشیلے اور سرگرم نوجوان ہیں۔ عیاشی سے حاصل ہونے والی تمام مراعات کو خیرباد کہہ کے اب نہایت سادہ زندگی بسر کر رہے ہیں

تمام احباب سے درخواست کی جاتی ہے کہ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں استقامت بخشے اور سلسلہ کا مفید وجود بنائے آمین۔

امانت تحریک جدید کی ضرورت

امانت تحریک میں شمولیت تو مفت کا ثواب ہے۔ کیونکہ امانت تحریک میں حساب کھلوانے سے حساب دار جب چاہیں اپنی رقوم برآمد کروا سکتے ہیں اور ان کی جمع کردہ رقوم بفضلہ تعالےٰ بالکل محفوظ ہیں نیز اس طرح کفایت شعاری اور پس اندازی کے نتیجہ میں افراد جماعت نے بہت سے فوائد حاصل کئے ہیں۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جماعت نے مجموعی طور پر اس تحریک میں حصہ نہیں لیا۔ اس لئے آپ کی خدمت میں بذریعہ عریضہ ہٰذا التماس ہے کہ آپ خود بھی امانت تحریک جدید میں حساب کھلوائیں۔ نیز اپنے حلقہ میں اس کے لئے پر زور تحریک فرمائیں

اس سے پہلے روپیہ جمع کرانے اور روپیہ لینے کے لئے امانت دار صاحب کو خزانہ صدر انجمن میں جانا پڑتا تھا۔ اب ان کی سہولت کے لئے یہ انتظام کیا گیا ہے کہ دفتر امانت تحریک میں روپیہ جمع بھی کرایا جا سکتا ہے۔ اور نقد حاصل کیا جا سکتا ہے۔

امانت تحریک کی تفصیلات کے لئے ازلادکرم اپنی مساعی سے دفتر ھذا کو مطلع فرمادیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء۔

(خاکسار افسر امانت تحریک جدید ربوہ)

زکوٰۃ کی ادائیگی اموال کو بڑھاتی اور تزکیۂ نفس کرتی ہے۔

اعلان نکاح

مورخہ ۱۷ر مئی ۱۹۶۳ء بروز جمعۃ المبارک میرے پسر عزیزم نصیر احمد صاحب نسیم پروپرائٹر کینیڈین الیکٹرک کمپنی کمرشل سنٹر سٹیلائٹ ٹاؤن راولپنڈی کے نکاح کی تقریب عمل میں آئی۔ ان کا نکاح مکرم جناب مرزا عبدالحق صاحب امیر جماعت سرگودھا نے عزیزہ ثریا قمر بنت مکرم غلام رسول صاحب قمر ڈپٹی پوسٹماسٹر جی پی او سرگودھا کے ساتھ بعوض پانچ ہزار روپیہ حق مہر مسجد احمدیہ سرگودھا میں پڑھا۔ بزرگان سلسلہ احباب جماعت و درویشان قادیان دعا فرمادیں کہ اللہ تعالےٰ اس رشتہ کو جانبین کے لئے ہر لحاظ سے خیر و برکت کا موجب بنائے۔ آمین۔

(خاکسار ایم۔ اے ناصر انسپکٹر آف ورکس ریلوے بنگلہ ۲۹۲ ویسٹریج راولپنڈی)

درخواست دعا

میرے بڑے بھائی مکرم نواب الدین صاحب تین چار روز سے بوجہ بخار بیمار ہیں۔ احباب جماعت دعا فرمائیں کہ اللہ تعالےٰ انہیں صحت کاملہ عطا فرما دے۔

(سردار احمد محلہ دارالیمن ربوہ)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام (بقیہ صفحہ اوّل)

کو اس ظلم صریح سے بچاؤں کہ وہ ایک عاجز انسان کو خدا بنانے میں مبتلا ہو رہی ہے۔ اور اس سچے اور حقیقی خدا کے سامنے ان کو پہنچاؤں جو قادر اور مقتدر خدا ہے۔ میری فطرت میں کسی اور امر کے لئے کوئی اور میلان ہی نہیں رکھا گیا۔ اور نہ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اور کسی چیز کی حاجت میرے لئے رہنے دی ہے۔ اسلئے میری بڑی دُعا اور آرزو یہی ہے کہ مَیں اس باطل کا استیصال دیکھ لوں جو خدا تعالےٰ کی مسند پہ ایک عاجز انسان کو بٹھایا جاتا ہے۔ اور حق ظاہر ہو جاوے۔ مَیں اس جوش اور درد کو جو مجھے اس حق کے اظہار کے لئے دیا گیا ہے۔ بیان کرنے کے واسطے الفاظ نہیں پاتا۔ اگر یہ بھی مان لیا جاوے کہ کوئی اور مسیح بھی آسمان سے اترنے والا ہے تو بھی مَیں اپنے دل پر نظر کر کے کہہ سکتا ہوں کہ جو گداز اور جوش مجھے اس خدمت کے لئے دیا گیا ہے، کبھی کسی کو نہیں دیا گیا۔

مجھے بشارت دی گئی ہے کہ یہ عظیم الشان بوجھ جو میرے دل پر ہے اللہ تعالےٰ اس کو ہلکا کرے گا۔ اور ایک حیّ و قیّوم خدا کی پرستش ہونے لگے گی۔ وہ خدا جو ہماری ہزاروں دعائیں قبول کرتا ہے کبھی ہو سکتا ہے کہ وہ دعائیں جو اس کے جلال اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بزرگی کے اظہار کے لئے ہم کرتے ہیں قبول نہ کرے؟ نہیں وہ قبول کرتا ہے اور کرے گا۔ ہاں یہ سچ ہے کہ جس قدر عظیم الشان مرحلہ اور مقصد ہو اسی قدر وہ دیر سے حاصل ہوتا ہے۔ چونکہ یہ عظیم الشان کام ہے اس لئے اس کے حسبِ منشاء ہونے میں بھی ایک وقت اور مہلت مطلوب ہے۔ لیکن مَیں دیکھتا ہوں کہ اب وہ وقت قریب آرہا ہے اور اس کی خوشبودار ہوائیں آرہی ہیں۔ اور مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے میری ان دعاؤں کو جو مَیں ایک عرصہ دراز سے کر رہا ہوں قبول کر لیا ہے .... اِس وقت ان باتوں پر ایمان لانا بہت مشکل معلوم ہوتا ہے۔ اور کوئی نہیں سمجھ سکتا کہ یہ کیونکر پیدا ہو سکتا ہے۔ مگر ایک وقت آتا ہے کہ لوگ ان باتوں کو دیکھ لیں گے۔ مَیں اپنے قادر خدا پر پورا یقین رکھتا ہوں کہ جس بات کے لئے اس نے میرے دل میں یہ جوش اور اضطراب ڈالا ہے وہ اس کو ضائع نہیں کرے گا۔ اور زیادہ دیر تک دُنیا کو تاریکی میں نہیں رہنے دے گا .... جو لوگ ایسا سمجھتے ہیں کہ یہ مشکل ہے کہ مصنوعی خُدا پر موت آوے انہوں نے اللہ تعالیٰ کو مانا نہیں، وہ ما قدروا اللّٰہ حق قدرہ کے پورے مصداق ہیں۔ دنیا میں اگر کوئی ابتلاء پیدا ہوتا ہے تو اس کے مصالح اور اسباب کو اللہ تعالےٰ ہی بہتر جانتا ہے۔ اِس وقت دنیا بہت تاریکی میں پھنسی ہوئی ہے اور اس کو مُردہ پرستی نے ہلاک کر ڈالا ہے لیکن اب خدا نے ارادہ کر لیا ہے کہ وہ دنیا کو اس ہلاکت سے نجات دے اور اس تاریکی سے اس کو روشنی میں لاوے۔ یہ کام بہتوں کی نظروں میں عجیب ہے۔ مگر جو یقین رکھتے ہیں کہ خُدا قادر ہے وہ اس پر ایمان لاتے ہیں۔ وہ خدا جس نے ایک کُن کے کہنے سے سب کچھ کر دیا کیا وہ قادر نہیں کہ اپنے قدیم ارادہ کے موافق ایسے اسباب پیدا کرے جو لا الٰہ الا اللّٰہ کو دنیا تسلیم کرے۔"

الحکم جلد ۸ نمبر ۱۶ صفحہ ۳، ۱۷ مئی ۱۹۰۴ء

(نیز البدر جلد ۳ نمبر ۲۰-۲۱ صفحہ بابت ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء)

لیڈر (بقیہ صفحہ ۲)

اُس کے پھیلانے میں فروگذاشت نہیں۔ ہر قسم کے طریق اشاعت کو انہوں نے اختیار کیا ہے۔ قطع نظر اس کے کہ وہ جائز ہے یا ناجائز۔ یہ انگریزی فیشن ہی کا اثر ہے کہ اب علانیہ شراب پی جاتی ہے زناکاری کے لئے کوئی امر مانع نہیں ہے۔ بلکہ اس کے مُمد و معاون امور پیدا ہو جاتے ہیں۔ قمار بازی گو قانوناً جرم ہے۔ مگر اُس کی بعض صورتیں پیدا کر لی گئی ہیں کہ وہ قانوناً جائز ہی قرار دی گئی ہے۔ عیسائی عورتوں کا بے پردہ پھرنا اور عام طور پر غیر مردوں سے ملنا جُلنا اس نے ایسا خطرناک اثر کیا ہے کہ بہت سے لوگ ہیں جو عورتوں کو بے پردہ سیر کرانا پسند کرتے ہیں اور مسلمانوں پر اعتراض کرتے ہیں کہ عورت اور مرد کے حقوق مساوی ہیں ان کو پردہ میں نہ رکھا جاوے۔ کیونکہ یہ ظلم ہے"۔

(ملفوظات ج ۱، ص ۴۱۹، ۴۲۰)

صاحبزادی سیّدہ طلعت صاحبہ سلمہا کی صحت کے متعلق اطلاع

ڈھاکہ یکم جون (بذریعہ ٹیلیفون)

مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب کی صاحبزادی سیدہ طلعت صاحبہ سلمہا کی صحت کے متعلق گذشتہ رات ڈھاکہ سے بذریعہ ٹیلیفون اطلاع ملی ہے کہ کمزوری بہت زیادہ ہے ڈاکٹروں نے کہا ہے کہ دوسرے آپریشن کے متعلق وہ چار یا پانچ روز کے بعد فیصلہ کریں گے مکرم صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب جو جاپان گئے ہوئے تھے وہاں سے واپس ڈھاکہ تشریف لے آئے ہیں۔

احباب جماعت خاص توجہ درد اور التزام کے ساتھ دعاؤں میں لگے رہیں کہ اللہ تعالےٰ اپنے فضل و کرم سے صاحبزادی صاحبہ کو صحت کاملہ و عاجلہ سے نوازے اور عمر دراز عطا کرے۔ آمین ثم آمین۔

(ڈی جسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴)